حقانیتِ اسلام

کیا یہ وہی انجیل ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی؟

ایک علمی جائزہ

علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری رحمۃ اللہ علیہ

اختر اکیڈمی لاہور

بسم اللہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم

نام	حقانیت اسلام
مصنف	علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری
سن اشاعت	جمادی الاخریٰ ۱۴۱۹ھ/۱۲-اکتوبر ۱۹۹۸ء
ضخامت	۵۶ صفحات
مطبع	اشتیاق پرنٹرز لاہور
ناشر	اختر اکیڈمی لاہور
قیمت	RP36 ..

ملنے کے پتے

مکتبۂ نبویہ دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

مکتبۂ قادریہ دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

مسلم کتابوی دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

سنّی کتب خانہ مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور

انتساب

دینِ فطرت، اسلام کے ابدی اور سرمدی پیغام کے نام،

جو اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ ہے، اور ہر نوعِ انسانی، ہر زمانے کے لئے راہِ عمل، کہ جس کا ہر امر اپنی سچائی کا روشن آفتاب ہے۔

اختر شاہجہان پوری مظہری عفی عنہ

۷۸۶

پیش لفظ

زیرِ نظر مقالہ ۱۹۶۵ء کے بعد اب ۱۹۸۸ء میں مرکزی مجلسِ امامِ اعظم لاہور، رجسٹرڈ کے زیرِ اہتمام ۲۳ سال بعد شائع ہو رہا ہے ۱۹۶۵ء کی نسبت آج ردِ عیسائیت کی پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے۔ اس لئے کہ اس مذکورہ مدت کے دوران ہم جس تیزی سے اخلاقی طور پر زوال پذیر ہوئے ہیں اُسی حساب سے دین سے دُوری بے راہ روی اور عیسائیت کو فروغ ملا ہے۔

اِس مقالے میں فاضل مصنف نے بڑے آسان فہم اور سادہ الفاظ میں ہر گتھی کو سلجھایا ہے کہ ایک معمولی سمجھ بوجھ رکھنے والا آدمی بھی اس سے مستفیض و مستفیذ ہو سکتا ہے۔

حالیہ اعداد و شمار کے مطابق دُنیا کی آبادی ۴۰۰ کروڑ انسانوں پر مشتمل ہے۔ جن میں مسلمانوں کی تعداد ۱۰۰ کروڑ اور عیسائی ۱۲۰ کروڑ ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام لیواؤں کی اکثریت اُن ترقی یافتہ ممالک میں آباد ہے جن میں سُپر پاورز بھی شامل ہیں۔ (مندرجہ ذیل اعداد و شمار محمد انور قریشی صاحب سیکرٹری جنرل انجمن خدامِ اسلام پاکستان ٹاؤن شپ کی تحقیق کے مطابق ہیں اور انہی کی اشاعتوں سے اخذ کئے گئے ہیں۔)

مغربی عیسائی ممالک

گزشتہ صدی میں عیسائی حکومتیں مسلمانوں کے ساتھ نبرد آزما رہی ہیں اور کئی خون ریز صلیبی جنگیں ہوئی ہیں مسلمانوں کے نظامِ خلافت و اتحاد اور عظیم سلطنتِ عثمانیہ کو ختم کیا گیا۔ عرب ممالک کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر دیئے گئے۔ بہ ظاہر صلیبی جنگیں ختم ہو گئی مگر حقیقتاً صرف نام بدل دیا ہے اور اسرائیلی جنگ انہی عیسائی ممالک کے اقتصادی اور دفاعی الحاق و اشتراک سے جاری ہے۔ پھر ہم عیسائیت کے مظالم اور سازشوں کو کیسے فراموش کر سکتے ہیں۔ عیسائی مبلغ ظاہر میں عیسائی مذہب پھیلاتے ہیں لیکن درپردہ مسلمان حکومتوں کے خلاف سازشوں میں سرگرم عمل رہتے ہیں۔

عیسائی مذہب کی اشاعت

روم کے پوپ کا نظام دُنیا میں کئی ترقی یافتہ ملکوں سے بھی اعلیٰ ہے۔ اس کے پاس بے پناہ مالی وسائل اور افرادی قوت موجود ہے، جو ساری دنیا میں مشنری اداروں، اسکولوں اور ہسپتالوں کی شکل میں پھیلی ہوئی ہے۔ اِن مشنری اداروں کی حیثیت ایک چھوٹی ریاست کی طرح ہے۔ جس کے ذیلی ادارے ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں اِسٹڈی سرکل، ہاسٹل، بورڈنگ ہاؤس، زرعی فارم، ڈیری فارم، پریس اور کارسپانڈنس سکول وغیرہ قائم ہیں۔

عیسائیت کے اشاعتی اداروں کے اعداد و شمار

۱۔ پاکستان میں ایک سو سات (۱۰۷) مسیحی ادارے، مشنری اور انجمنیں کام کر رہی ہیں۔ جن کی باگ ڈور تینتیس (۳۳) غیر ملکی عیسائی تنظیموں نے سنبھالی ہوئی ہے۔

۲۔ پاکستان کو پانچ ڈویژنوں میں تقسیم کیا ہوا ہے:۔
(i) کراچی (ii) حیدرآباد (iii) لاہور (iv) فیصل آباد (v) راولپنڈی

۳۔ پاکستان میں ایک سو دو (۱۰۲) چرچ اور مشن ہیڈ کوارٹر ہیں۔

۴۔ پچاسی (۸۵) پرائمری سکول، ننانوے (۹۹) ہائی اسکول اور کالج ہیں۔

۵۔ تیرہ ٹریننگ کالج و اسکول ہیں۔ آٹھ (۸) دیگر تعلیمی ادارے اور سنٹر ہیں۔

۶۔ لڑکوں کے لئے تینتیس (۳۳) یتیم خانے اور ہوسٹل ہیں اور لڑکیوں کے لئے بتیس (۳۲) یتیم خانے اور ہوسٹل ہیں۔

۷۔ گیارہ[۱۱] مراکزِ تعلیمِ بالغاں، سترہ[۱۷] شفاخانے، ڈسپنسری اور ہسپتال ہیں۔

۸۔ رفاہی کاموں کے لئے مسیحی سماجی ادارے ہیں۔

۹۔ تئیس[۲۳] مسیحی اخبارات ورسائل شائع ہوتے ہیں۔

۱۰۔ پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی لاہور کی طرح اٹھارہ[۱۸] مسیحی مکتبے وناشرین ہیں۔

۱۱۔ پینتیس[۳۵] دارالمطالعہ ہیں۔

۱۲۔ پندرہ[۱۵] بائبل خط وکتابت اسکول ہیں۔

۱۳۔ ۱۹۴۷ء سے ۱۹۷۳ء تک چھبیس[۲۶] سال میں ایک سو چھپّن[۱۵۶] نئی مشنری قائم ہوئیں۔

اسلامی مملکت پاکستان میں اِن مشنریوں کی سرپرستی کی وجہ سے عیسائی، مسلمانوں کے مقابلہ میں اپنی جان ومال اور آبرو کو زیادہ محفوظ سمجھتے ہیں[۱]

پاکستان میں عیسائی اسٹیٹ

۱۔ مسیحی اداروں کی آٹھ[۸] اسٹیٹ یعنی غیر منقولہ وسیع اراضیات ہیں اور بڑے بڑے شہروں میں اِن کی جائیداد اور عمارات کی مالیت کروڑوں روپے ہے۔

۲۔ عیسائی مشنری اپنی خصوصی توجہ غریب مسلمانوں اور غیر مسلم پست اقوام ہندو، بدھمت وغیرہ پر دیتی ہے۔

۳۔ اِن مشنریوں کا رابطہ غیر مسلم سفارت خانوں سے بھی ہوتا ہے۔ جن کے ذریعے یہ پاکستانی حکومت سے مراعات حاصل کرتے ہیں۔ اور اگر کوئی مخلص مسلمان اسلام کے خلاف اِن کی دِل سوز باتوں پر تنقید کرے تو اس کے خلاف بڑی سُرعت سے قانونی کاروائی کے لئے حکومت پر دباؤ ڈالا جاتا ہے۔ اِس کے باوجود پاکستان میں ہمارے علمائے کرام اور دین دوست حضرات عیسائیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کا سدِباب کیوں نہیں کرتے؟ کیا عیسائی مشنریوں کے تخریبی حربوں کو نظر انداز کرنے میں اسلام کا کوئی مفاد ہے؟

---

[۱] ڈاکٹر محمد نادر رضا صدیقی : پاکستان میں مسیحیت

پاکستان میں عیسائی آبادی

۱۔ تقسیم ہند کے وقت ۱۹۴۷ء میں مشرقی اور مغربی پاکستان کی مجموعی عیسائی آبادی ۸۰ ہزار تھی۔

۲۔ ۱۹۵۱ء میں صرف مغربی پاکستان کی مردم شماری کے مطابق عیسائی آبادی بڑھ کر ۴،۳۲،۰۰۰ (چار لاکھ بتیس ہزار) ہوگئی۔

۳۔ ۱۹۶۱ء میں مغربی پاکستان کی مردم شماری کے مطابق عیسائی آبادی ۵،۸۳،۸۸۴ (پانچ لاکھ تراسی ہزار آٹھ سو چوراسی) تک پہنچ گئی۔

۴۔ ۱۹۷۲ء میں مغربی پاکستان کی مردم شماری کے مطابق عیسائی آبادی ۹،۰۷،۸۶۱ (نو لاکھ سات ہزار آٹھ سو اکسٹھ) ہوگئی۔

۵۔ مارچ ۱۹۸۱ء میں عیسائی آبادی کے اعداد وشمار پاپولیشن سینسز آرگنائزیشن حکومتِ پاکستان اسلام آباد کے ریکارڈ کے مطابق ۱۳،۱۰،۴۲۶ (تیرہ لاکھ دس ہزار چار سو چھبیس) ہوگئی۔ جن میں سے دیہاتی آبادی سات لاکھ اٹھارہ ہزار دو سو تینتالیس (۷،۱۸،۲۴۳) ہے۔ اور شہری آبادی ۵،۹۲،۱۸۳ (پانچ لاکھ بانوے ہزار ایک سو تراسی) نفوس پر مشتمل ہے۔

گویا ہر دس[۱۰] سال بعد قریباً ۴ لاکھ افراد کا عیسائی آبادی میں اضافہ ہوا ہے۔ عیسائیت کی بڑھتی ہوئی آبادی پاکستان کے لئے تشویشناک ضرور ہے۔ جن اسلامی ممالک میں مسلمانوں کی اکثریت صرف چند فیصد ہے وہاں عیسائی آبادی میں اضافہ اسلامی حکومت کے خاتمہ کا موجب بن سکتا ہے جو اور بھی خطرناک ہے۔

مقامِ افسوس

ہے کہ انگریز کے سو[۱۰۰] سالہ دورِ اقتدار میں سرکاری اثر ورسوخ اور مراعات کے باوجود مشرقی اور مغربی پاکستان کی عیسائی آبادی ۸۰ ہزار سے زیادہ نہ بڑھ سکی۔ اور پھر آزادی کے بعد تیس[۳۰] سال میں عیسائیوں کی تعداد ٹڈی دل کی طرح بڑھنے لگی۔ دورِ غلامی میں علمائے کرام اور بزرگانِ دین نے عیسائی مبلغوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا تھا۔ مگر قیامِ پاکستان کے بعد تو ایک اسلامی مملکت میں گویا عیسائیوں کو عیسائیت کی تبلیغ کی کھلی چھٹی مل گئی اور علمائے کرام عیسائیت کے سدِباب سے گویا فارغ ہو بیٹھے ہیں۔

وزارتِ مذہبی امور کی غفلت، علماءِ کرام کا معمولی نوعیت کے اختلافات میں زیادہ دلچسپی لینا، دیہات میں اسلام کی تبلیغ کا فقدان اور غریب مسلمانوں پر صاحبِ استطاعت اور بااثر لوگوں کے مظالم اور حکام کی لوٹ کھسوٹ وغیرہ ایسے امور ہیں جو عیسائی آبادی میں اضافہ کا موجب بنے ہیں۔ اس کے برعکس عیسائی مشنریوں نے پہلے سے زیادہ محنت، تنظیم، تدبر، مکر و فریب اور لالچ کے ذریعے عیسائیت کو فروغ دیا ہے۔

مشنریوں کا تبلیغی طریق کار

مشنریوں کے طریق کار کے متعلق چند باتیں غور طلب ہیں۔

١۔ اسکولوں کے ذریعہ لوگوں کے گھروں میں رابطہ قائم کیا جاتا ہے اور سلسلۂ تبلیغ کی ابتداء ہوتی ہے مسلمان بچوں کے ذہن میں عیسائی عقائد داخل کئے جاتے ہیں تاکہ وہ اسلام کے مسلّمہ عقائد میں شک و شبہ کرنے لگیں۔

٢۔ مشنری خواتین عام طور پر جب مرد گھروں میں نہیں ہوتے، عورتوں میں تبلیغ کرتی ہیں۔ گاؤں میں گیت بھی گاتی ہیں اور عیسائیت بھی پھیلاتی ہیں۔

٣۔ مشنری خواتین غرباء کے بچوں کو پیار کرتی ہیں۔ صابن، خشک دودھ کے ڈبے، گرم کپڑے، کمبل وغیرہ تقسیم کرتی ہیں۔

٤۔ دیہاتوں اور عیسائی کالونیوں میں فلموں کے ذریعے لوگوں کو اکٹھا کیا جاتا ہے۔ عیسائیت سے قبل خستہ معاشرہ اور عیسائیت کے بعد خوشحال زندگی دکھائی جاتی ہے۔

٥۔ نوجوان لڑکیوں کے ذریعے رسالے فروخت کئے جاتے ہیں۔ جو ظاہراً تو جغرافیہ اور دوسری معلومات کے متعلق ہوتے ہیں۔ مگر ان میں عیسائی پادریوں کے مضامین ہوتے ہیں۔

٦۔ جاہلوں کو جعلی دوائی دی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اللہ رسول کا نام لے کر پی جاؤ۔ ظاہر ہے کہ اس دوائی سے شفا نہیں ہوتی، پھر چند دن بعد اصل دوائی دے کر کہا جاتا ہے کہ خدا یسوع مسیح کا نام لے کر پی جاؤ۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) بھی آپ کے نبی ہیں۔ وہ مُردوں کو زندہ کرتے تھے، بیمار کو شفا دیتے تھے۔ اس طرح جب اصل دوا سے

افاقہ ہوتا ہے تو اُن کو عیسائیت کا گرویدہ بنایا جاتا ہے۔ یہ لوگ پہلے مبلغ ہیں پھر ڈاکٹر ہیں۔ بعض اوقات اگر انجیل کی تبلیغ کو پسند نہ کیا جائے تو ترشی سے کہا جاتا ہے۔ اگر انجیل کی یہ تبلیغ پسند نہیں تو دوا بھی نہیں۔

٧۔ اپریشن سے قبل ہسپتال کا عیسائی عملہ کہتا ہے کہ ہم خداوند یسوع مسیح سے اس اپریشن کی کامیابی کی دُعا کرتے ہیں۔ اُس اپریشن میں مریض کے ذہن میں یہ بات بٹھائی جاتی ہے کہ اُس کی زندگی یسوع مسیح کے ہاتھ میں ہے۔ وہی صحت دینے والا پیغمبر ہے۔ اسی طرح ہسپتال میں جانے والا جسمانی مریض، روحانی مریض بن کر نکلتا ہے۔

٨۔ عیسائی عورتیں بڑے گھروں کی بیگمات سے تعلقات پیدا کرتی ہیں اور اس طرح اثر و رسوخ بڑھتا ہے۔

٩۔ نوجوانوں کو جنسی روابط کے مواقع فراہم کئے جاتے ہیں۔ جس کے بُرے اثرات ظاہر ہیں۔

١٠۔ نوجوانوں میں منشیات کے استعمال سے اسلامی رجحانات کو ختم کیا جاتا ہے۔

عیسائی تبلیغ کی انتہا ملک گیری ہے

١۔ یہ بات دھوکہ اور فریب ہے اور ہم خود فریبی میں مبتلا ہیں۔ اگر یہ سمجھیں کہ عیسائی مشنریاں خدمتِ انسان کے لئے کام کر رہی ہیں۔

٢۔ عیسائی مشنریوں کی منزلِ مقصود بہت بلند ہے۔ وہ صرف خدمتِ خلق یا عیسائیوں میں محض عیسائیت کی تبلیغ کرنا نہیں ہے بلکہ لوگوں کا مذہب تبدیل کر کے عیسائی بنانا ہے۔

٣۔ اگرچہ اس کی ابتداء خدمتِ خلق سے ہوتی ہے۔ مگر اس کی انتہا ملک گیری ہے۔ خدمتِ انسانی کا لبادہ اوڑھ کر عیسائیت کی تبلیغ سے لاکھوں کو عیسائی بنایا جاتا ہے۔

٤۔ تخریبی حربوں اور سازشوں کے لئے بڑے عیسائی ممالک کو پلیٹ فارم اور مرکز مہیّا کئے جاتے ہیں۔

٥۔ بڑے عیسائی ملکوں کی توسیع پسندانہ پالیسی کو کامیاب بنایا جاتا ہے۔

٦۔ اندرون ملک استحکام کو کمزور سے کمزور تر کر کے اگر ممکن ہو تو ملک گیری کے لئے سازگار سیاسی ماحول پیدا کیا جاتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ .....

۱۔ یہ مشنریاں ہماری سرحدوں کے قریب آباد ہو کر چرچ اور ہسپتال کیوں قائم کرتی ہیں؟

۲۔ پاکستانی مشنریوں کو سرمایہ، افراد، لٹریچر اور ہدایات غیر ممالک سے مہیا کی جاتی ہیں۔ یقیناً یہ بات غور طلب ہے کہ ان مشنریوں کا اربوں روپیہ غیر ممالک میں غیر مذاہب کی تبلیغ پر کیوں خرچ کیا جاتا ہے؟ جب کہ عیسائی ممالک کی اکثریت ایٹمی اسلحہ سے لیس ہو کر آتش فشاں پہاڑ بن چکی ہے۔

۳۔ کیا عیسائی ممالک کے کردار کی اصلاح کر کے دُنیا کو تباہی و بربادی سے بچانا اور دُنیا میں امن و امان اور عدل کی فضا پیدا کرنا ضروری نہیں ہے؟

اسلامی نظریہ میں نقب زنی

پاکستان کا وجود دُنیا میں اسلام پہنچنے کے لئے قائم ہوا ہے۔ لیکن مختلف حربوں سے اسلامی نظریہ میں نقب زنی کی جا رہی ہے۔

۱۔ **آزادیٔ فکر اور آزادیٔ خیال** آزادیٔ فکر کے نام پر سوسائیٹیاں اور محاذ بنائے جاتے ہیں۔ جہاں علم اور عقل کے نام سے سلام کا تجربہ کیا جاتا ہے۔ مگر اسلام کا نام نہیں لیا جاتا۔ اس طرح علمی تحقیق اور عقلی استدلال کا جال بچھایا جاتا ہے۔

۲۔ **مغربی تہذیب اور تمدّن کو فروغ** دیا جاتا ہے۔ تاکہ اسلامی تعلیمات کے اثرات زائل ہوں اور مسلمان اپنا تشخّص ختم کر کے مغرب زدہ بن جائیں۔ وہ رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وسلّم کی بجائے مغربی فلسفیوں کی تقلید کریں اور اسلامی معاشرے اور تمدّن کو حقارت سے دیکھیں۔

۳۔ **اسلام کی بیخ کنی** کے لئے اسلام کو رجعت پسند قرار دے کر اسلام کی

جدید تعمیر کا فتنہ اٹھایا جاتا ہے۔ اسلامی قوانین کے نفاذ کو روکنے کے لئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مسلمان ابھی ذہنی طور پر پختہ نہیں ہیں۔

۴۔ **آزادیٔ نسواں کی تحریک** عیسائیوں کی تحریک آزادیٔ نسواں، اسلامی معاشرے کے لئے بدترین حربہ ہے۔ اِسی تحریک کے ذریعے خواتین کی نفسیاتی اور اجتماعی ارتقاء کو اُبھارا جاتا ہے تاکہ اخلاقی اور فکری بے راہ روی اور مرد و زن کے مخلوط روابط سے فساد برپا ہو اور مذہبی تنزّل کی راہیں کُھلیں۔ حالانکہ اسلامی معاشرے میں ازدواجی زندگی مغربی ممالک کے مقابلہ میں زیادہ خوشحال ہے۔

ایک ہی سلسلے کی دو کڑیاں

بظاہر اسلام کے خلاف صلیبی جنگیں طویل عرصہ سے ختم ہو گئی ہیں۔ مگر عملاً اسرائیلی جنگوں کے نام سے گزشتہ ۳۰ سال سے جاری ہیں۔ یہ جنگ انہی عیسائی ملکوں کے اِلحاق اور اشتراک سے جاری ہے جنھوں نے صلیبی جنگوں میں حصّہ لیا۔ ورنہ اسرائیل کا وجود کبھی کا ختم ہو گیا ہوتا۔ صلیبی اور اسرائیلی جنگ ایک ہی تصویر کے دو رخ ہیں۔ ایک ہی منزل کے دو راستے ہیں۔ ایک ہی مقصد کے حصول کے لئے دو حربے ہیں اور ایک ہی سلسلے کی دو کڑیاں ہیں۔

مشرقِ وسطیٰ میں موجودہ حالات و خطرات اِن عیسائی ممالک کے پیدا کردہ ہیں جن سے عیسائی ممالک اور رُوس دونوں فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

عیسائی تخریب کاری کا سدِّباب

پاکستان میں حالات و خطرات کے پیشِ نظر تبلیغ برائے تخریب کے سدِّباب کی اشد ضرورت ہے۔ سوال یہ ہے کہ اسلامی حکومت، علماء اور عوام کو کیا کرنا چاہیئے۔

۱۔ اسلام میں اِرتداد کا قانون چودہ سو سال سے مرتب ہو چکا ہے۔ اب پاکستان میں

اس کو بغیر کسی تردد کے نافذ کر دینا چاہیئے۔

۱۹۷۹ء میں بھارت نے خوف، جبر اور لالچ کے ذریعے مذہب تبدیل کرنے والے کو قید اور جرمانہ کی سزا کا حکم صادر کیا تھا۔ مذہب کی تبدیلی سے قبل ایسے شخص کا مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہونا ضروری ہے تاکہ تبدیلئ مذہب کی وجوہ کی تحقیق ہو سکے۔

پاکستان میں بھی اسی قسم کا قانون نافذ ہونا چاہیئے۔

۲۔ اس بین الاقوامی فتنۂ مسیحیت کے خلاف اسلامی سربراہی کانفرنس میں جامع منصوبہ تشکیل دینا چاہیئے۔

عیسائی لوگ اسلامی نظام اور اسلامی معاشرے کے خلاف پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ انتخابات میں ان کا دین دار سیاسی پارٹیوں کے ساتھ الحاق کا کوئی امکان نہیں ہوتا۔ اِس طرح لادین پارٹیوں کو خاصی مدد ملتی ہے۔

۳۔ غیر ممالک کی مشنریوں کو پاکستان میں مراکز کھولنے کی اجازت نہ دی جائے۔ کیوں کہ اسلام میں ارتداد کی اجازت ہی نہیں ہے۔ اِس کے لئے حکومت کو کسی معذرت کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔

پاکستان کے علاوہ متعدد ممالک نے عیسائی مشنریوں پر جزوی یا کلی پابندی لگا دی ہے۔ جیسے چین، ایران، ترکی، عراق، مصر، اردن، سیلون، تھائی لینڈ، ملیشیا، سوڈان وغیرہ۔ اسرائیل نے بھی عیسائی مشنریوں پر پابندی لگائی ہوئی ہے جس کا وجود ہی عیسائی ممالک کی سیاسی، اقتصادی اور دفاعی الحاق اور اشتراک پر ہے۔ اس کے برعکس پاکستان میں حکومت نے مشنری کو رائے ونڈ نزد لاہور میں نارمل سکول کے قیام کی اجازت دے کر اساتذہ کے ذہنوں سے اسلامی نظریہ کو مسمار کرنے کا موقع فراہم کیا ہوا ہے۔ خُدا جانے پاکستان اس قدر ایمانی، اخلاقی اور سیاسی کمزوری کا حامل کیوں ہے؟

یہ واضح کر دینا اشد ضروری ہے کہ اِن مشنریوں کی انتہائی سرگرمیوں کے نتیجہ میں ایتھوپیا تنزانیہ، چاڈ، مرکزی افریقہ، ری پبلک آئیوری، کوسٹ، گھانا، سینی گال وغیرہ میں مسلمانوں کی اکثریت کے باوجود عیسائی اقلیت کی حکومت قائم ہے۔ یہ فتنۂ مسیحیت

براعظم افریقہ اور جنوبی ایشیا میں وبا کی طرح پھیل چکا ہے۔ اب یہ بین الاقوامی مسئلہ ہے۔ دُنیائے اسلام کو اس پر بڑی سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے۔

۴۔ تمام اسلامی ممالک اور پاکستان میں توحیدِ الٰہی کے خلاف عقیدہ کی تبلیغ، نشر و اشاعت انبیاء کرام، خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام، اولیائے عظام کی توہین اور تنقیص و تنقید قانوناً ممنوع ہونی چاہیئے۔ تاکہ دوسرے مذاہب، مسلمانوں کے جذبات کو مجروح نہ کریں۔ اور فساد برپا نہ ہو۔

موجودہ انجیل پر ایک نظر

ایک آئینہ ـــــ مجموعۂ تضادات

موجودہ بائیبل پر عیسائیوں سے چند اہم سوال:۔

۱۔ کیا اناجیل میں کسی مقام پر یہ دعویٰ آیا ہے کہ یہ خدا کی طرف سے آئی ہے؟

۲۔ کیا حضرت یسوع مسیح علیہ السلام پر ایک انجیل نازل ہوئی یا اس سے زائد؟

۳۔ اگر ایک ہوئی تو موجودہ انجیلیں متی، مرقس، لوقا، یوحنا اور دوسری اناجیل برناس وغیرہ کس طرح وجود میں آئیں؟

۴۔ کیا موجودہ تمام اناجیل اسی طرح خدا کی طرف سے نازل ہوئیں؟

اگر ایسا ہے تو اِن پر اِن کے مصنفین کے نام کیوں درج ہوئے؟ اور کب درج ہوئے؟

اگر یہ اناجیل الہامی ہیں تو اِن کے مضامین میں مندرجہ ذیل واقعات اور تعلیمات میں تضاد اور فرق کیوں ہے؟ ۔۔

(i) اِن سب اناجیل میں حضرت یسوع مسیح علیہ السلام کی زندگی، اُن کے شجرۂ نسب، اُن کے وعظ و کلام کو ہی درج کیا گیا ہے۔ کیا ایسے حالات خُدا کی طرف سے بذریعہ وحی یا الہام نازل ہو سکتے ہیں؟

(ii) متی اور لوقا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سلسلۂ نسب درج ہے۔ متی میں ۲۸ اور لوقا

ہیں ۴۳ نسلوں کا ذکر ہے۔ دونوں میں اِن کے مبیّنہ آباؤ واجداد کے نام مختلف ہیں۔ اِن میں سے کونسا سلسلۂ نسب صحیح ہے؟

(iii) ہیرودیس کی کہانی صرف متی میں ہے باقی تین انجیلوں میں نہیں۔ اس کا کیا سبب ہے؟ اور کہانی کے سچ ہونے کی کیا دلیل ہے؟

۵۔ اصل انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کس زبان میں اُتری؟
کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان آرمیائی تھی، کیا اُس زبان میں کوئی انجیل موجود ہے؟ اگر ہے تو کہاں ہے؟ ثبوت بہ حوالہ پیش کیا جائے۔

۶۔ بشپ بائیبل کون سی تھی۔ اُس کو شاہ جیمز والئ انگلستان نے کیوں تبدیل کر دیا۔ شاہ جیمز کا ترجمہ ۲۵۹ سال تک مستند مانا گیا۔ شاہ جیمز کے ترجمہ میں بیس ہزار غلطیاں نکلیں۔ پھر ۱۸۸۴ء میں نظرِ ثانی کر کے ایک اور بائیبل منظرِ عام پر لائی گئی۔ ۱۹۰۱ء میں امریکہ والوں نے نئی بائیبل کیوں بنائی؟ اور پھر ۱۹۵۲ء میں اِسے کیوں بدل دیا گیا؟ مختلف ممالک کی ان بائیبلوں میں سے کون سی مستند ہے؟

۷۔ رومن کیتھولک کی بائیبل میں ۷۲ کتابیں ہیں جبکہ پروٹسٹنٹ کی بائیبل میں ۶۶ کتابیں ہیں۔ اِن دونوں میں سے درست بائیبل کون سی ہے؟

۸۔ عہد نامہ عتیق میں ۵۶ کتابیں تھیں لیکن موجودہ ایڈیشن میں ۳۹ کتابیں ہیں۔ بقیہ ۱۷ کتابیں کہاں گئیں؟

۹۔ ذیل کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:
"چونکہ بہتوں نے اس پر کمر باندھ رکھی ہے کہ جو باتیں ہمارے درمیان ہوئیں اُن کو ترتیب وار بیان کریں جیسا کہ انہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کے خادم تھے۔ اُن کو ہم تک پہنچایا۔ اِس لئے معزز تھیفلیس نے بھی یہ مناسب جانا کہ سب باتوں کا سلسلہ شروع سے ٹھیک ٹھیک دریافت کر کے اَزسرِ نو اُن کو ترتیب سے لکھوں۔" [1]

[1] انجیل لوقا: باب ۱، آیت ۱ تا ۴

اِن آیات میں بہت سے مصنفین کا ذکر ہے۔ بتلائیے وہ کون تھے؟ اگر یہ خدا کا کلام تھا تو تھیفلیس کے نام پر معنون کرنا چہ معنی دارد؟

۱۰۔ یہ عبارت بھی دیکھیں:
"بائیبل کے عبرانی اور یونانی مخطوطات کے مطالعہ سے اِن الہامی عقائد کی بنیادیں ہل گئیں۔ جن کی صداقت کا انحصار بائیبل کے کلامِ الٰہی ہونے پر تھا۔ صحیفوں کے باہمی اختلاف اور فرق پر اب مزید پردہ نہیں ڈالا جا سکتا ہے۔" [1]

۱۱۔ بشپ آف کنٹربری نے ۱۹۳۰ء میں ایک کمیشن مقرر کیا۔ جس نے مندرجہ بالا بیان کی تائید کرتے ہوئے لکھا:
"انیسویں صدی کی ابتداء تک کلیسا کا یہی نظریہ تھا کہ بائیبل غلطیوں سے پاک ہے۔ لیکن موجودہ علم و تحقیق کی روشنی میں اُسے برقرار نہیں رکھا جا سکتا۔"

۱۲۔ آپ غور فرمائیں، اگر موجودہ انجیل عیسائیوں کی مذہبی آسمانی کتاب ہی مصدقہ نہیں ہے تو عیسائی مذہب کیسے برحق ہو سکتا ہے؟

عیسائی مشنری کے مزید ہتھکنڈے

مشہور مناظرِ مسیحیت مسلم سکالر احمد دیدات ۸۷ء میں پاکستان آئے تو اُن کے انٹرویو اخبارات میں شائع ہوئے۔ جن میں انہوں نے بیان کیا کہ عیسائی مشنری اسلام کے خلاف کیسے کیسے ہتھکنڈے استعمال کر رہی ہے اور ہم کس طریق پر کس نہج سے اُن کا توڑ کر رہے ہیں۔ اُن کے کئی تاریخ ساز مناظرے ہو چکے ہیں لیکن افسوس ناک پہلو یہ ہے پاکستانی لوگ خصوصاً عوام الناس اُن سے کماحقہٗ استفادہ نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ اخبارات کا اس سلسلہ میں کوئی کردار نہیں وہ انہیں بے خبر رکھتے ہیں کہ تازہ صورتِ حال کیا ہے۔ انہوں نے اپنی زندگی اسلام کی سربلندی اور ردِّ عیسائیت کے لئے وقف کر رکھی ہے۔ انہوں نے بتایا:
"عیسائی، مسلمانوں کو مباحثہ کی دعوت دیتے رہتے ہیں۔ سوئٹزرلینڈ میں ایک مقام

[1] انسائیکلو پیڈیا برٹینکا: جلد ۳، ص ۵۰۱، پیرا ۳، ۴

پر مکالمہ ہوا تھا۔ وہاں پر کئی قرار دادیں منظور ہوئیں۔ اس مناظرہ کی اہم بات یہ تھی کہ "ایک دوسرے کے ساتھ کس طرح حسنِ سلوک سے پیش آیا جائے۔" اُس میں اُمتِ مسلمہ کے جید علماء شریک ہوئے تھے۔ اس مباحثہ کے اختتام پر فوری طور پر عیسائیوں نے نائجیریا میں کروڑوں ڈالر سے ایک پروگرام شروع کیا۔ جس کے ذریعہ مسلمانوں کو متاثر کرنا مقصود تھا۔"

غرض عیسائیوں کے مشنری نظام پر ہمیں سنجیدگی سے غور کر کے اہلِ اسلام کے ایمانوں کو اُن اسلام دشمن عناصر کے شر سے بچانا ہوگا۔ یہ کام کسی فردِ واحد کا نہیں بلکہ عوام اور حکومت، علماء اور مشائخ، اہلِ قلم اور اہلِ درد سب ہی اس طرف توجہ کریں اور بے خبر مسلمانوں کو ایسے ظالموں کی دست بُرد سے بچانے کی پوری کوشش کریں۔ عالمی سطح پر تو یہ مسئلہ پوری دُنیا کے لئے مصیبت بنا ہوا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مملکتِ خداداد پاکستان میں بھی یہ مسئلہ اپنی جڑیں مضبوط کرلے جبکہ روز بروز یہ لوگ اپنا جال مضبوط کرتے جا رہے ہیں اور ہم ہیں کہ اِس کی ہمیں کوئی پرواہ ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا فرض پہچاننے اور اُسے ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

عبدالستار طاہر قادری رضوی عفی عنہٗ

لاہور چھاؤنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اعتراض نمبر ۱:- قرآن شریف سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ نزول ہوگا۔ جب تمام اہلِ قرآن اُن پر ایمان لائیں گے۔ یہ تمام مندرجہ بالا حوالہ جات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مسیح علیہ السلام افضل ہیں؟

جواب:- اصل میں یہ پادری صاحب کا گیارہواں اور آخری اعتراض تھا جسے ہم نے سب سے پہلے رکھا ہے۔ کیونکہ اس میں اعتراضات کرنے کا مقصد واضح کیا ہوا ہے۔ اُن کے باقی وسوسے انشاء اللہ تعالیٰ نمبروار دفع کئے جائیں گے۔

۱- اوّلاً۔ پادری صاحب اپنا تنازع مسلمانوں سے صرف اتنا بتاتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عیسیٰ علیہ السلام افضل ہیں، جبکہ مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کے قائل ہیں۔ گویا پادری صاحب کو سرورِ کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر کوئی اعتراض ہی نہیں، صرف افضلیت سے انکار ہے۔

۲- ثانیاً۔ یہ پادری صاحب کی چال بازی ہے۔ حقیقت میں انہیں حضور کے نبی ہونے سے مطلقاً انکار ہے۔ ایسے جال وہ مسلمانوں کو پھنسانے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ ورنہ وہ خود مسلمان کیوں نہ ہوئے مسلمانوں کو عیسائی کیوں بنانا چاہتے ہیں؟

۳- ثالثاً۔ پادری صاحب نے کیسے عالمِ آشکار میں یہ سفید جھوٹ بولا ہے کہ "عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ نزول ہوگا، جب تمام اہلِ قرآن اُن پر ایمان لائیں گے۔"

ان کے نزدیک گویا قرآن والے ایمان سے محروم ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ نازل ہونے پر انہیں گویا ایمان نصیب ہوگا۔ پھر کمال جسارت کی کہ اُس کا ثبوت قرآنِ کریم کے سر تھوپ دیا۔ حالانکہ قرآنِ کریم کے الفاظ یہ ہیں :۔

وَ اِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ (النساء ۱۵۹)

اور کوئی اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) ایسا نہیں جو اُس (حضرت عیسیٰ) پر ایمان نہ لائے اُس کی موت سے پہلے۔

اس سے ثابت ہوا کہ یہود و نصاریٰ دونوں فرقے آج ایمان سے محروم ہیں عیسیٰ علیہ السلام پر بھی دونوں فرقوں میں سے کسی کا ایمان نہیں۔ یہودی اُن کی نبوّت کے منکر ہیں۔ اور عیسائی انہیں خُدا کا بیٹا، یا تیسرا خدا مانتے ہیں۔ ان کے اصلی منصب یعنی نبوّت کو نہیں مانتے۔ جب عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ نزول ہوگا، تب یہود و نصاریٰ اُن کی نبوّت کے قائل ہوکر افراط وتفریط سے باز آئیں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام اور جُملہ انبیاءِ کرام کی نبوّت پر اگر ایمان ہے، تو صرف مسلمانوں کا ہے۔ یہود و نصاریٰ کی جگہ مسلمانوں کو کھڑا کر دینا پادری صاحب کی چالبازی ہے۔

اعتراض نمبر۲

:۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی والدہ کو قرآنِ کریم نے صدیقہ کہا ہے اور ان کی شان ہیں :۔

وَ اصۡطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝ (آلِ عمران : ۴۲)

اور آج سارے جہاں کی عورتوں سے تجھے چُن لیا۔

بیان کرکے اُن کو تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت دی ہے۔ اس کے برخلاف محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی والدہ کا قرآنِ کریم میں کوئی ذکر نہیں۔؟

جواب

:۔ قرآنِ کریم میں یوں ہے :۔

مَا الۡمَسِيۡحُ ابۡنُ مَرۡيَمَ اِلَّا رَسُوۡلٌ ۚ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِ الرُّسُلُ ؕ

عیسیٰ ابن مریم نہیں تھے مگر اللہ کے رسول۔ اُن سے پہلے بہت سے رسول

وَ اُمُّهٗ صِدِّيۡقَةٌ ؕ كَانَا يَاۡكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ (المائدہ ۵: ۷۵)

ہو گزرے اور اس کی والدہ صدّیقہ یعنی ولیّہ تھی اور وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔

اِس آیت کریمہ میں باری تعالیٰ نے عیسائیوں کا ردّ فرمایا ہے جیسا کہ ماسبق سے واضح ہے۔ نصاریٰ، عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کی والدہ کی الوہیت کے قائل تھے۔ انہیں ان دونوں حضرات کا اصلی منصب بتایا جا رہا ہے۔ کہ اے عیسائیو! تم جھوٹے ہو۔ عیسیٰ اور مریم ہرگز خدا نہیں۔ بلکہ عیسیٰ رسول ہیں اور ان کی والدہ، ولیّہ

۲- ثانیًا

۔ رسول تو خود ہی توحید کے سب سے بڑے علم بردار ہوتے ہیں۔ مریم علیہا السلام کی پوزیشن بھی قرآنِ کریم نے واضح کر دی کہ "صدیقہ" یعنی بہت سچّی تھیں۔ کیونکہ ان کا توحیدِ باری تعالیٰ پر ایمان تھا۔ مریم علیہا السلام کا صدّیقہ ہونا، نصاریٰ کے "بہت جھوٹے" ہونے کی دلیل ہے جو کہ توحید کا انکار کرتے ہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کے پیروکار نہیں، بلکہ مخالف ہیں۔

۳- ثالثًا

۔ قدرت کا فیصلہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا جائے۔ اس امر کے لئے باری تعالیٰ نے تمام جہان کی عورتوں میں سے کنواری مریم علیہا السلام کا انتخاب کیا۔ جس بات کا قرآنِ کریم نے بایں الفاظ ذکر فرمایا ہے:

وَ اصۡطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝ (آلِ عمران: ۴۲)

اور سارے جہاں کی عورتوں سے تجھے چُن لیا۔

اس سے یہ کیوں کر اخذ کیا جا سکتا ہے کہ وہ تمام جہاں کی عورتوں سے افضل ہیں۔

۴- رابعًا

۔ قرآنِ کریم میں تو یہ بھی ہے :۔

لَقَدِ اصۡطَفَيۡنٰهُ فِى الدُّنۡيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيۡنَ ۝ (البقرۃ : ۱۳۰)

اور بے شک ضرور ہم نے اُسے (حضرت ابراہیم کو) دُنیا میں چُن لیا اور آخرت میں وہ ہمارے مقربین میں ہوگا۔

دوسری جگہ اور واضح بیان دیکھئے :۔

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ (آلِ عمران: ۳۳)	بے شک اللہ نے چُن لیا آدم اور نوح اور ابراہیم کی آل اور عمران کی آل کو سارے جہانوں سے

تو کیا ابراہیم علیہ السلام کی اور عمران کی اولاد انبیاء کرام سے بھی افضل ہے ؟ جس طرح یہاں افضلیّت مراد نہیں ۔ بلکہ ایک خاص انتخاب مراد ہے ۔ اُسی طرح مریم علیہا السلام کے ایک خاص انتخاب کا ذکر ہے ۔ نہ کہ اُن کی افضلیّت کا ۔ مذکورہ حوالہ پادری صاحب کے مدعا کی دلیل نہیں ہو سکتا ۔

۵ - خامسًا ۔ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ مریم علیہا السلام تمام جہان کی عورتوں سے افضل ہیں تو اس بات سے عیسیٰ علیہ السلام کی افضلیّت کیسے ثابت ہو جائے گی ۔ کیا ماں باپ کے افضل ہونے سے اولاد کا افضل ہونا لازمی ہو جاتا ہے ؟ اگر پادری صاحب کے نزدیک یہی کلیّہ ہے تو پھر ساری کائنات میں آدم علیہ السلام سب سے افضل ہونے چاہئیں نہ کہ عیسیٰ علیہ السلام ۔

۶ - سادسًا ۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے :۔

وَتَقَلُّبَكَ فِى السّٰجِدِيْنَ ۝ (الشعراء ، ۲۱۹)	اے محبوب ! اور سجدہ کرنے والوں میں تمہارے دورے کو ۔

یعنی آپ کے آباؤ اجداد کو عبادت گزار بنایا کہ پروردگارِ عالم کو سجدہ کرتے تھے یعنی جن جن حضرات کو باری تعالیٰ نے نورِ محمدی کی امانت سپرد کی ، وہ کافر نہیں بلکہ ساجد تھے ۔ نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ بھی اِس زمرے میں خاص طور پر آگئیں اور اُن کا ساجدہ ہونا بھی ثابت ہو گیا ۔ اِس کے برعکس مریم علیہا السلام کو باری تعالیٰ نے یوں حکم دیا :۔

يٰمَرْيَمُ اقْنُتِىْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِىْ وَارْكَعِىْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝ (آلِ عمران ۴۳)	اے مریم ! اپنے رب کے حضور ادب سے کھڑی ہو اور سجدہ کر اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر ۔

مریم علیہا السلام کو حکم دیا جاتا ہے کہ سجدہ کر ۔ اور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی تعریف کی جاتی ہے کہ وہ ساجدہ ہیں ۔ کیا یہ ہر صاحبِ عقل و دانش کے لئے غور و فکر کا مقام نہیں ؟

۷ - سابعًا ۔ مریم علیہا السلام کی شان میں یہودی گستاخ تھے اور نصاریٰ اُن کے حقیقی منصب سے بہت آگے بڑھانے لگے تھے ۔ دونوں فرقوں کے جملہ مزعومہ دلائل کو نقل کر کے باری تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اُن کا پوری طرح ردّ فرمایا ہے ۔ اسی وجہ سے مریم علیہا السلام کا قرآنِ کریم میں تفصیلی ذکر آیا ۔ اس کے برخلاف نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدۂ ماجدہ کی شان میں کوئی ایسا دھبّہ ہی نہیں لگایا گیا جس کی صفائی کی جاتی ۔

۸ - ثامنًا ۔ مریم علیہا السلام پر قرآنِ کریم کا کتنا بڑا احسان ہے کہ ان کی حقیقی شان اور منصب کو واضح کیا اور اُن کے مخالفین یہود و نصاریٰ کے بہتانات کا دنداں شکن جواب دیا ۔ عیسائی حضرات ، قرآنِ کریم کے ان بیانات کی روشنی میں اپنی پوزیشن تو دیکھیں کہ انہیں عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام سے واسطہ کیا ہے ؟

اعتراض نمبر ۳ ۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی گود میں کتاب دی گئی جیسا کہ قرآن کریم میں لکھا ہے :۔

اِنِّىْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِىَ الْكِتٰبَ (مریم : ۳۰)	بے شک میں (حضرت عیسیٰ) اللہ کا بندہ ہوں ۔ اُس نے مجھے کتاب دی ہے ۔

لیکن رسولِ مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو چالیس سال کے بعد خداوند کریم نے کتاب دی ۔

جواب ۔ پادری صاحب نے اس سوال میں یہ واضح نہیں کیا کہ یہاں افضلیّت کی کیا وجہ نکالی ہے ؟ وہ وجہ ظاہر کرتے ، تو اِدھر سے جواب ملتا ۔ ہاں ! چالیس کے لفظ سے

اپنا ذہن اس طرف جارہا ہے کہ شاید ان کی مُراد یہ ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام کو چھوٹی عمر میں کتاب ملی۔
اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چالیس سال کی عمر میں۔ اگر اُن کا منشاء یہی ہے تو اس میں افضلیّت
کی کون سی بات آگئی؟ یہ قدرت کا اپنا انتظام ہے۔ علاوہ ازیں نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو
چالیس سال قوم کے اندر بغیر دعویٰ نبوّت کرائے رکھا گیا۔ تاکہ قوم اُن کی عاداتِ محمودہ اور خصائلِ
حمیدہ کی گرویدہ ہوجائے۔ یہی ہوا، وہ لوگ آپ کو "صادق" اور "امین" کے لقب سے پکارتے
تھے۔ چالیس سال کے بعد قرآنِ حکیم کا نزول شروع ہوا اور نبوّت کے دعوے کی اجازت ملی،
تاکہ ماننے والوں کے لئے کوئی شک وشبہ نہ رہے اور منکرین اپنے منہ آپ جھوٹے ثابت
ہوں کہ کل تک تو صادق (سچا) کہتے تھے اور آج نبوّت کا اعلان کیا تو جھوٹا کہنے لگے۔

۲- ثانیاً

۔ عیسیٰ علیہ السلام کو قوم پر اس طرح پیش کر کے حُجت قائم نہیں کی گئی۔
کیونکہ مکمل نمونہ صرف نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہیں۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب: ۲۱) — بے شک تمہارے لئے رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔

اسی لئے انہیں قوم کی کسوٹی پر رکھا گیا جیس نادر صنعت پر کاریگر کو ناز ہوتا ہے
پرکھنے کے لئے وہی پیش کی جاتی ہے۔ قدرت کی بے نظیر صنعت، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلّم کی ذاتِ عالی صفات ہے۔

۳- ثالثاً

۔ فرمانِ رسالت ہے:۔

كُنْتُ نَبِيًّا وَّ اٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ (مدارج النبوۃ) — میں اُس وقت بھی نبی تھا جب آدم ابھی رُوح اور جسم کے درمیان تھے۔

اور دوسری جگہ ہے جبکہ:۔

بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ — پانی اور مٹی کے درمیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم تو تمام انسانوں کے باپ آدم علیہ السلام کی تخلیق سے بھی پہلے

نبی تھے۔ اگر اوّلیت وجہ افضلیّت ہے، تو آدم علیہ السلام کے بھی تقریباً چھ ہزار
سال بعد پیدا ہونے والے کس طرح سرورِ کون ومکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے افضل
ہوجائیں گے۔

اعتراض نمبر۴

۔ قرآنِ کریم میں لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو
زندہ کرتے تھے۔ لیکن رسولِ مقبول کے متعلق نہ قرآن میں، نہ کوئی حدیث میں مردہ زندہ
کرنے کا ذکر آیا ہے؟

جواب

۔ یہ پادری صاحب نے جھوٹ بولا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے مُردہ زندہ کرنے کا ذکر نہیں آیا۔ آپ نے تو وہ اعجاز دکھائے ہیں کہ جن پر ہزارہا مسیحائی
قربان ہیں:۔

۱- سرکار نے مُردوں کو زندہ فرمایا (حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پر دعوت کے
موقع پر اُن کے بیٹوں کو زندہ فرمانا) ———— (نفحات الانس)

۲- زندہ تمام مردوں کو حیاتِ جاودانی بخشی (عرب وعجم جاہلیّت کا منہ بولتا ثبوت تھے
گویا زندگی ہوتے ہوئے بھی مُردہ تھے، شعور ہوتے ہوئے لاشعور تھے۔ آپ کی
آمد نے گویا اُن میں نئی روح پھونک دی)

۳- جانوروں نے آپ سے کلام کیا۔ فریادیں کیں۔

۴- خشک لکڑی آپ کے فراق میں روئی۔

۵- پتھروں کنکروں تک نے آپ کی گواہی دی۔

۶- درخت طلب کرنے پر فوراً حاضر ہوئے۔

۷- چاند، سورج اور بادلوں نے حکم کی تعمیل کی۔

ان تمام امُور کے سینکڑوں ثبوت ہیں۔ جن کے لئے دفتر بھی ناکافی ہیں۔ پادری صاحب کا
انکار کتنی بڑی جسارت ہے۔

۲۔ ثانیاً۔ پادری صاحب اس سرکار کے مردہ زندہ کرنے کا انکار کرتے ہیں، جن کے متعدد غلاموں نے بھی مردہ زندہ کر دکھائے ہیں، جن کے غلام یہ کام کر دکھائیں، تو اس آقا کی معجزہ نمائی کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟

چنانچہ حضور غوث پاک کی کرامات زبانِ زد ہیں۔ مثلاً بڑھیا کے بیٹے کی بارات کا ڈوبا بیڑا کئی سال بعد تِرا دیا۔ تصور کیجئے پانی میں اور وہ بھی دریا کا پانی جہاں پانی کی تاثیر عام پانی سے قطعی مختلف ہوتی ہے۔

۳۔ ثالثاً۔ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جادوگری کا زور تھا جس سے مقابلہ کرنے کے لئے انہیں عصاء اور یدِ بیضا کے معجزے ملے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بنی اسرائیل کو علمِ طب میں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ لہٰذا انہیں مردہ زندہ کرنے اور اندھوں، کوڑھیوں کو ٹھیک کرنے کے معجزے ملے۔ علیٰ ہٰذا القیاس، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں اہلِ عرب کو اپنی فصاحت و بلاغت پر بڑا ناز تھا۔ اور وہ غیر عرب کو عجمی یعنی گونگے کہا کرتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی لئے خاص طور پر قرآنِ کریم کا معجزہ ملا۔ جس کی فصاحت و بلاغت کے سامنے عرب کے مایۂ ناز فصحاء نے بھی گھٹنے ٹیک دیئے اور

مَا هٰذَا كَلَامُ الْبَشَرِ — یہ بشر کا کلام نہیں ہے

کے سوا کچھ نہ کہہ سکے۔ قرآنِ کریم نے پوری دنیا کو چیلنج کیا کہ

اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ (البقرۃ: ۲۳)

اور اگر تم اس کتاب (قرآنِ کریم) کے متعلق شک میں ہو، جو ہم نے اپنے خاص بندے پر نازل کی ہے، تو اس جیسی ایک ایک سورۃ بنا کر لے آؤ، اور اللہ کے سوا اپنے سارے حمایت کرنے والوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔

پوری دنیا شاہد ہے کہ آج تک کسی سے قرآن جیسی ایک چھوٹی سے چھوٹی سورۃ بھی نہ بن سکی۔ قرآنِ کریم نے دوسرا چیلنج کیا:-

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝ (بنی اسرائیل: ۸۸)

اے محبوب فرما دو! اگر تمام جنات اور انسان اس بات پر تُل جائیں کہ قرآن جیسی کتاب بنانی ہے تو ہرگز نہ لا سکیں گے خواہ ایک دوسرے کی خوب مدد کر لیں۔

عیسیٰ علیہ السلام نے صرف چار مُردے زندہ کئے جو فوراً مر گئے۔ لیکن قرآن کریم کا نرالا اعجاز دیکھئے کہ چودہ صدیوں سے پوری دنیا کو یہ حیاتِ جاوداں بخشتا اور اخلاقی، تمدنی معاشی، اقتصادی اور ہر قسم کی جسمانی و روحانی بیماریوں کا شافی و کافی علاج کر رہا ہے۔ یہ صرف نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ایک معجزہ کا ذکر کیا ہے۔ پادری صاحب اُن جملہ معجزات کا صرف اسی ایک سے موازنہ کر کے دیکھ لیں اور شرمائیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات پر چھٹے اعتراض کے تحت بحث کی جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اعتراض نمبر ۵۔ حضرت عیسیٰ دو ہزار سال سے زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں اور قربِ قیامت مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے نازل ہوں گے اور خلاف اس کے نبی کریم فوت ہو کر زمین میں دفن ہیں؟

جواب۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو ہدایت کی طرف بلایا۔ تبلیغ دین کے سلسلہ میں عمر بھر قسم قسم کی تکالیف اُٹھائیں۔ دشمنوں سے انفرادی اور اجتماعی مقابلے کیئے۔ حتیٰ کہ لاکھوں کو نہ صرف ہدایت نصیب ہوئی بلکہ ہادئ خلق بنا دیا۔ ہر قسم کی تکالیف کا عمر بھر مقابلہ کر کے، کامیاب ہو کر، اپنی قوم کے اندر آرام فرمانے والا افضل ہے یا پہلے ہی مقابلہ کو چھوڑ کر اپنی بدبخت قوم سے منہ موڑ کر، دور چلے جانے والا؟

۲۔ ثانیاً

۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُمت سے غایت درجہ محبت ہے۔ اسی لئے آپ نے اپنی اُمت کے اندر رہنا پسند فرمایا۔ قرآن کریم شاہد ہے:۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (التوبہ: ۱۲۸)

بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے۔ ایمان والوں پر بڑے شفیق اور مہربان۔

جو آقا اپنی اُمت سے اس درجہ محبت رکھے، اس کی نرالی شانِ آقائی اور وصفِ ذرّہ نوازی کا کون مقابلہ کر سکتا ہے؟

۳۔ ثالثاً

۔ بنی اسرائیل نے عیسیٰ علیہ السلام کی آواز پر کان نہ دھرے ہمیشہ مخالفت سے پیش آئے، یہاں تک کہ وہ قوم مسیح علیہ السلام کی نگاہوں سے گر گئی۔ جب آپ اُن لوگوں سے مایوس اور بیزار ہو گئے، تو باری تعالیٰ نے ایسی بدبخت قوم سے عرصۂ دراز تک کے لئے جدا کر دیئے۔ قرآن کریم میں یہ بھی ہے:۔

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ (۵:۸)

لعنت کئے گئے کافر بنی اسرائیل میں سے، داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے۔

جائے غور ہے کہ اپنی نافرمان اور بدبخت قوم پر لعنت کرنے والا افضل ہے، یا جو لاکھوں تکالیف اٹھائے، پتھر کھائے، وطن چھوڑے، لہولہان بھی ہو، دندانِ مبارک شہید کرائے، مگر لعنت یا بددعا کی بجائے باری تعالیٰ کی جناب میں یوں دشمنوں کی سفارش کرے۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (الحدیث)

یا اللہ! میری قوم کو ہدایت فرما کیونکہ یہ جانتے نہیں ہیں۔

یہی نہیں بلکہ دشمنوں کو عذابِ الٰہی سے بچانے کے لئے یوں دعائیں دینے والا۔

الٰہی رحم فرما اہلِ طائف کے مکینوں پر
الٰہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

۴۔ رابعاً

۔ باری تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا:۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۔ (الانفال: ۳۳)

اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب دے، جب تک اے محبوب! تم اُن میں تشریف فرما ہو

اس وعدۂ خداوندی کی وجہ سے ہمارے مہربان آقا نے اپنی اُمت کے درمیان ہی رہنا پسند فرمایا، تاکہ غلام تا قیامت عذاب سے محفوظ و مامون رہیں۔ اس شانِ رحمۃ للعالمینی کی نظیر کیا کسی دوسری جگہ بھی پوری کائنات میں ملتی ہے؟

۵۔ خامساً

۔ عیسیٰ علیہ السلام قوم بنی اسرائیل کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے۔

قرآن کریم میں ہے:۔

وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ (آلِ عمران: ۴۹)

اور رسول ہو گا بنی اسرائیل کی طرف۔

اور موجودہ انجیل میں عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان یوں ہے:۔

"غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا، بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔" انجیل متی ۱۰: ۶،۷

لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پوری کائنات کے نبی ہیں۔ قرآن کریم میں ہے

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۝ (الفرقان: ۱)

بڑی برکت والا ہے وہ جس نے قرآن اتارا اپنے بندے پر تاکہ وہ سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔

اسی لئے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مناسب سمجھا کہ آخری قیامِ گاہ ایسی جگہ رکھی جائے، جہاں سے پوری کائنات فیض یاب ہوتی رہے۔ چونکہ آسمانی مخلوق زمین پر آسکتی ہے، لیکن انسانوں کا بغیر معجزہ کے آسمانوں پر جانا ناممکن ہے۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ السلام نے زمین پر آخری قیام گاہ پسند فرمائی کہ ارضی مخلوق یہاں فیض یاب ہوتی رہے گی، اور سماوی مخلوق آکر حاضری دے جایا کرے گی۔ یہی وجہ ہے کہ ہر روز ستّر ہزار فرشتے شام کو روضۂ انور کی زیارت کے لئے آتے ہیں اور صبح تک صلوٰۃ وسلام کے نذرانے پیش کرتے رہتے ہیں۔ پھر صبح کو ستّر ہزار دوسرے فرشتے آتے ہیں جو شام تک صلوٰۃ وسلام میں مصروف رہتے ہیں۔ یہ دَور تاقیامت اسی طرح چلتا رہے گا اور جس فرشتے کی ایک دفعہ باری آجاتی ہے، پھر قیامت تک دوبارہ اس کی باری نہیں آئے گی۔

۶۔ سادساً۔ اگر پادری صاحب کا مقصد آسمانوں کی بلندی سے عیسیٰ علیہ السلام کی افضلیت ہے تو یہ غلط نظریہ ہے، کیونکہ انبیاءِ کرام کی تو اتنی بلند اور بالا شان ہوتی ہے کہ کائنات کی جس چیز کو اُن سے نسبت ہو جائے، تو وہ عظیم الشان ہو جاتی ہے۔ یہ نہیں کہ زمین و آسمان یا کسی دوسری چیز کی وجہ سے اُن حضرات کی شان میں اضافہ ہوتا ہے۔ ؎

ہر اک مکان کو ہے مکیں سے شرف اسد
مجنوں جو مر گیا ہے تو جنگل اداس ہے

۷۔ سابعاً۔ اگر پادری صاحب اب بھی یہی کہیں کہ ایک کو اونچی جگہ بٹھایا جائے، دوسرے کو نیچی جگہ، اس سے اُن کے مراتب کا فرق نظر آتا ہے، تو پادری صاحب بتائیں کہ لاتعداد نوری مخلوق (فرشتے) آسمانوں پر ہیں، اُن کے متعلق کیا خیال ہے؟ نیز ادریس علیہ السلام زندہ آسمانوں پر موجود ہیں، وہ اُن کی افضلیت کیوں ثابت نہیں کرتے۔

۸۔ ثامناً۔ انسان کا اصلی وطن زمین ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے وطن زمین میں تشریف فرما ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر، یعنی پردیس میں ہیں۔ وطن میں رکھنا خداوندِ کریم جلّ مجدہٗ کا انعام ہے۔

۹۔ تاسعاً۔ پھر آسمانوں کی رفعت کا مول تو دیکھئے۔

(i) موتی ہمیشہ سمندر کی تہہ میں پائے جاتے ہیں، اوپر سطح پر نہیں ہوتے۔ پوری کائنات میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گوہر یکتا ہیں۔

(ii) ترازو کا بھاری پلڑا ہمیشہ نیچے کو جھکتا ہے، اونچا اٹھنے والا پلڑا بھاری نہیں ہوتا۔

(iii) جو پھل زمین میں یا اُس کے نزدیک لگیں، وہ بھاری ہوتے ہیں، جو اونچائی پر لگتے ہیں وہ نسبتاً وزن میں بہت کم ہوتے ہیں۔

(iv) شمع کا شعلہ ہمیشہ اوپر کو اٹھتا ہے، لیکن جس کے بل بوتے پر وہ اُٹھتا ہے وہ تیل ہمیشہ نیچے ہوتا ہے۔ اگر تیل نہ ہو، تو اوپر اٹھنا کیسا، بلکہ شعلہ کا وجود ہی نہیں رہتا۔

یہ رفعتیں اور کارخانہ ہستی کی چہل پہل اسی مدنی تاجدار کے دم قدم سے ہے۔

لولاک لما خلقت الافلاک (الحدیث) — اگر تم نہ ہوتے تو آسمانوں کو کیوں بنایا جاتا۔

؎

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

۱۰۔ عاشراً۔ "مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے نازل ہوں گے"، پادری صاحب نے نرالا ہی جھوٹ بولا ہے۔ گویا بنی اسرائیل تو ہدایت یافتہ ہوگئے تھے اور مسلمان ہدایت سے محروم ہیں۔ حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو دجال کو قتل کرنے اور یہود و نصاریٰ کو دوبارہ ہدایت کرنے کے لئے نازل ہوں گے، اور انہیں مسلمان بنا کر، شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

پر عمل کرنے کا حکم دیں گے اور خود بھی اس پر عمل کریں گے۔

اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ (النساء : ۱۵۹)

اور اہلِ کتاب سے کوئی ایسا نہیں جو اُس (حضرت عیسیٰ) کی موت سے پہلے اُس پر ایمان نہ لے آئے۔

سے صاف ظاہر ہے کہ اہلِ کتاب یعنی یہود و نصاریٰ ایمان سے محروم ہیں، نہ کہ اہلِ قرآن۔

اعتراض نمبر ۶

- قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ کے معجزے بیان کئے ہیں لیکن نبیٔ کریم کا قرآن میں کوئی معجزہ بیان نہیں کیا گیا؟

جواب

- بے شک قرآنِ کریم نے عیسیٰ علیہ السلام اور بعض دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات بیان فرمائے ہیں لیکن پادری صاحب نے یہ سفید جھوٹ بولا ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قرآنِ کریم نے کوئی معجزہ بیان نہیں کیا۔

قرآنِ پاک میں مذکور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات

۱- (ا) سب سے بڑا معجزہ تو خود قرآنِ کریم ہے، جو اپنی فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے معجزہ

(ب) جس کی سینکڑوں پیش گوئیاں اپنی اپنی جگہ پر معجزہ

(ج) اس کا بغیر معمولی سے بھی ردّ و بدل کے تاقیامت محفوظ رہنا۔

(د) اور ہر علم وفن کا منبع ہونے کے لحاظ سے معجزہ،

غرض کہ ہزاروں معجزوں سے بڑھ کر یہی اکیلا معجزہ ہے۔

۲- **معراج و اسریٰ** - یہ وہ معجزہ ہے جو جملہ انبیاء کرام میں سے کسی کو بھی

نصیب نہ ہوا کہ رات کے وقت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خانۂ کعبہ سے بیت المقدس اور وہاں سے عالمِ بالا کی ایک تھوڑے سے وقت میں سیر کرائی گئی۔ قرآنِ کریم میں ہے:۔

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا
(بنی اسرائیل : ۱)

پاک ہے وہ، جو لے گیا اپنے بندے کو راتوں رات مسجدِ حرام (خانہ کعبہ) سے مسجدِ اقصیٰ (بیت المقدس) تک۔

دوسری جگہ ہے:۔

لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝ (النجم : ۱۸)

بے شک اُس نے اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔

۳- **دیدارِ الٰہی**:۔ جو آپ کے سوا کسی نبی کو نصیب نہ ہوا، جس کی کیفیت:۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى
(النجم : ۱۷)

آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔

نے بیان فرمائی۔

۴- **شق القمر**:۔ قرآنِ کریم میں ہے:۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝
(القمر : ۱)

قیامت نزدیک آگئی اور چاند شق ہو گیا۔

یہ وہ معجزہ ہے جس کی تصدیق دُنیا کی تمام تاریخیں کرتی ہیں کہ قریش کے مطالبہ پر نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چاند کے دو ٹکڑے فرمائے تھے۔

۵- **تحفۂ کوثر**:۔ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ (الکوثر : ۱)

اے محبوب! بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو باری تعالیٰ نے حوضِ کوثر، اُمتِ کثیرہ، خیرِ کثیر عطا فرمائی۔
یہ اکرام بھی صرف آپ پر ہوا۔

۶۔ انشراحِ صدر۔ یعنی باری تعالیٰ نے اپنے اسرار و رموز سے لبریز کرنے کے لئے اپنے محبوب کا سینہ وسیع فرمایا۔ قرآنِ کریم میں ہے:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ — کیا ہم نے تمہارے لئے تمہارا سینہ کشادہ نہیں کر دیا؟
(الم نشرح ۱:)

۷۔ رفعتِ ذکر۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ — اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔
(الم نشرح ۴:)

یعنی نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکرِ پاک کو باری تعالیٰ نے بلند کر دیا کہ آسمان پر اُن کا چرچا اور زمین پر بھی، دوستوں میں اِن کا چرچا اور دشمنوں میں بھی، جنت اور عالمِ ارواح میں اُن کا تذکرہ عین عبادت یعنی نماز، اذان اور اقامت وغیرہ میں اُن کا ذکر اپنے ذکر کے ساتھ شامل فرمایا۔ نیز آپ کا اسمِ گرامی "محمد" اور "احمد" رکھا کہ سب دوست اور دشمن آپ کو "تعریف کیا گیا" اور "باری تعالیٰ کی سب سے زیادہ حمد کرنے والا" کہتے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم۔

۸۔ امدادِ ملائکہ۔ باری تعالیٰ نے غزوۂ بدر اور حنین کے مواقع پر ملائکہ کی جماعتوں کے ذریعے مسلمانوں کی امداد فرمائی، قرآنِ کریم میں ہے:

يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ ۝ — مدد کرے گا تمہارا رب تمہاری پانچ ہزار نشان والے فرشتوں کے ساتھ
(آلِ عمران ۱۲۵:)

غرض کہ قرآنِ کریم میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کتنے ہی معجزات کا ذکر موجود ہے۔

۲۔ ثانیاً۔ علاوہ بریں، جائے غور ہے کہ دیگر انبیاء کرام کو باری تعالیٰ نے جتنے جتنے مناسب سمجھے، معجزات عنایت فرمائے، لیکن سرورِ کون و مکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سراپا معجزہ بنا دیا تھا۔ قرآنِ کریم میں ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُبِينًا ۝ — اے لوگو! بیشک تمہارے پاس واضح دلیل آ گئی تمہارے رب کی طرف سے اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اُتارا۔
(النساء ۱۷۴:)

اس اعلان کی موجودگی میں اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کا ذکر نہ بھی ہوتا، تب بھی آپ کی شان سب میں بالا رہتی کہ دوسروں کو گنتی کے معجزات ملے اور آپ کو معجزہ نما بنا دیا گیا۔

۳۔ ثالثاً۔ جب قرآنِ کریم نے یہ اعلان کر دیا کہ نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سراپا معجزہ ہیں تو پھر حضور کے معجزات کی قرآنِ کریم سے تفصیل طلب کرنا کیا معنیٰ؟ آپ کے معجزات کی تفصیل تو اُن حضرات سے معلوم کرنی چاہیئے، جنہوں نے حضور کے معجزات کا مشاہدہ فرمایا تھا۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے چھ لاکھ تک گنائے ہیں۔ اور یہ بھی حد نہیں، بلکہ یہ وہ معجزات ہیں جو ان کے علم و شمار میں آئے۔ سرکار کے معجزات تو حد و شمار سے باہر ہیں، کیونکہ آپ کا ہر فعل معجزہ تھا۔

۴۔ رابعاً۔ نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ صرف زمین پر، بلکہ آسمان پر بھی معجزات دکھائے مثلاً:

(i) چاند کے دو ٹکڑے کرنا
(ii) سورج کو واپس لوٹانا

(iii) بادلوں کو برسنے کا اشارہ کرنا

(iv) بادلوں کو برسنے سے روک دینا

(v) ابر کا دھوپ کے وقت آپ پر سایہ کرنا

(vi) ایک پل میں مکان و لامکاں کی سیر کرنا

(vii) جنّت میں سیر کرتے ہوئے بلال رضی اللہ عنہ کی جوتیوں کی آواز سُن لینا۔

(viii) جبریل کو سدرۃ المنتہیٰ سے آتے اور وہاں جاتے دیکھنا

(ix) لوحِ محفوظ کا پیشِ نظر رہنا

(x) بلکہ والدہ ماجدہ کے شکمِ انور میں ہوتے ہوئے لوحِ محفوظ پر قلم کے چلنے کی آواز کو سُننا وغیرہ۔

۵۔ خامسًا ۔ جن معجزات کا عام مشاہدہ کیا گیا وہ حد و شمار سے باہر ہیں۔

مثلاً (۱) انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری فرمانا۔

(۲) پتھروں اور کنکریوں سے کلمہ پڑھوانا۔

(۳) درختوں کا بلانے پر حاضر ہونا۔

(۴) جانوروں کا اُس سرکار میں آکر فریادی ہونا اور سجدے کرنا۔

(۵) جنّات کا آپ پر ایمان لانا اور قرآنِ کریم کی تعلیم حاصل کرنا۔

(۶) اندھیرے اُجالے میں آپ کا یکساں دیکھنا۔

(۷) آگے پیچھے اور دُور و نزدیک سے یکساں دیکھنا۔

(۸) آپ کے پسینے کا عطر سے زیادہ خوشبودار ہونا۔

(۹) جسمِ اطہر پر مکھی کا نہ بیٹھنا

(۱۰) پرندوں کا اوپر سے نہ گزرنا

(۱۱) جس راستہ سے آپ گزرتے، تین دن تک اُس راہ کا خوشبودار رہنا۔

(۱۲) زمین پر بیٹھ کر مشرق و مغرب، عرش و فرش اور ماضی و مستقبل کی ہزاروں خبریں دینا۔

(۱۳) اُستنِ حنّانہ کا آپ کے فراق میں رونا۔

(۱۵) کھاری پانی کو میٹھا بنا دینا۔

(۱۶) ٹوٹی ہڈیاں جوڑنا۔

(۱۷) اندھوں کوڑھیوں اور بیماروں کو ٹھیک کر دینا۔

(۱۸) تنکوں کا تیر اور تلوار بنا دینا۔

(۱۹) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں بچوں اور ان کی بکری کا زندہ کر دینا۔

(۲۰) تین سیر آٹے کی روٹیوں اور ایک بکرے کے گوشت سے پورے لشکر کو سیر کر دینا۔

(۲۱) ایک دودھ کے پیالے سے ستّر اصحاب کو سیر کر دینا۔

غرض کہ بے شمار معجزے مشاہدہ میں آئے ہیں (بخاری شریف، مسلم شریف دیگر کتب صحاح اور مشکوٰۃ شریف)

۶۔ سادسًا ۔ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے مردے بھی زندہ کئے اور اندھوں اور کوڑھیوں کو بھی تندرست کیا، ایسے ایک دو نہیں متعدد واقعات موجود ہیں۔ جن کا یہ مضمون متحمل نہیں۔ (دیکھئے شفاء، طبرانی، مواہب لدنیہ، بیہقی، خصائص کبریٰ وغیرہ)

۷۔ سابعًا ۔ نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے جب بھی کسی نے کوئی معجزہ طلب کیا، آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں تو صرف فلاں معجزہ لے کر آیا ہوں، بلکہ سائل کو کھُلی اجازت دیتے کہ بتا کیا معجزہ دیکھنا چاہتا ہے؟ جو کچھ وہ چاہتا آپ وہی دکھاتے۔ سائل کو کھُلی اجازت وہی دے سکتا ہے جو سراپا معجزہ نما ہو، اور ہر قسم کے معجزے دکھا سکتا ہو۔ سوچئے تو سہی! کہ کہاں دو چار معجزوں والے انبیاء کی شان اور کہاں معجزہ نما پیغمبر کا مرتبہ!

اعتراض نمبر ۷ ۔ قرآن سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ نے پرندے بنائے برخلاف اِس کے محمد رسول اللہ نے کوئی پرندہ نہیں بنایا؟

جواب ۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت اہلِ عرب اخلاقی اور تمدنی لحاظ سے جانوروں سے بھی بدتر تھے۔ آپ نے وہ اعجاز دکھائے کہ اُن انسان نما حیوانوں کو جو تہذیب و تمدن کے نام سے بھی ناآشنا تھے، تہذیب و تمدن کا علم بردار بنا دیا۔ مُردہ دلوں کو حیاتِ جاوداں بخش دی۔ انہیں نہ صرف انسان، بلکہ انسان گر بنا دیا۔ انسان بھی اس درجہ کے بنائے جن کا نام سُن سُن کر قیصر و کسریٰ پر لرزہ طاری ہو جایا کرتا تھا۔ انہوں نے انسانیت کی دشمن سلطنتوں کو تہ و بالا کر کے رکھ دیا۔ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا دورِ خلافت اور صلیبی جنگوں کے حالات پادری صاحب کو خوب یاد ہوں گے۔ یہ بڑا کمال ہے یا پرندہ بنا کر اُڑا دینا؟

۲۔ **ثانیاً** ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدوؤں تک کو انسان اور معلّمِ انسانیت بنا دیا۔ جس کا یہ اثر ہوا کہ آج دُنیا میں کروڑوں کی تعداد میں مسلمان موجود ہیں، کوئی ملک ایسا نہیں جس میں مسلمان نہ ہوں ـــــ لیکن بتایئے تو سہی! آج پرندے بنانے کا اثر موجود ہے؟ عیسائی خواہ کروڑوں ہیں۔ مگر اُن میں عیسیٰ علیہ السلام کا پیروکار تو ایک بھی نہیں ـــــ

اعتراض نمبر ۸ ۔ مسیح علیہ السلام کو کلمۃ اللہ کہا گیا ہے۔ جب کہ رسول کریم کو ایسا نہیں کہا گیا۔

جواب ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش دوسرے انسانوں کے طریقہ

کے مطابق نہیں ہوئی، بلکہ انہیں باری تعالیٰ نے بغیر باپ کے پیدا فرمایا۔ چونکہ اُن کی پیدائش ایک کلمہ کے ذریعے ہوئی تھی۔ جسے جبرئیل علیہ السلام نے آ کر ادا فرمایا تھا، اسی وجہ سے قرآنِ کریم میں انہیں "کَلِمَتُہٗ" کہا گیا ہے۔ یہ ایک جزوی فضیلت ہے اور جزوی فضیلت سے کُلّی فضیلت تو ثابت نہیں ہو سکتی۔ نیز جبرئیل علیہ السلام کے کلمہ ادا کرنے سے جس کی پیدائش ہو، وہ افضل ہے، یا جن چیزوں کی پیدائش، باری تعالیٰ کے "کُنْ" فرمانے سے ہو وہ افضل ہوں گی؟ کیا پادری صاحب اس کُلیّہ کے تحت چاند، سورج اور زمین و آسمان کو ساری کائنات سے افضل مان لیں گے؟

۲۔ **ثانیاً** ۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام کو اِس لئے افضل کہا جائے کہ اُن کی پیدائش بغیر باپ کے ہوئی، تو یوں بھی بات نہیں بنے گی، پھر تو آدم علیہ السلام سب میں افضل قرار پائیں گے، جو دونوں یعنی بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے۔ جب ایسی تخلیق کی بناء پر آدم علیہ السلام کو افضلیت حاصل نہیں، تو عیسیٰ علیہ السلام کو بھی نہیں

۳۔ **ثالثاً** ۔ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے "کلمہ" کا لفظ استعمال کیا ہے تو ملاحظہ ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کِن کِن خطابات سے نوازا گیا۔

(۱) لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ ۝
وَاَنْتَ حِلٌّ بِھٰذَا الْبَلَدِ ۝
وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝

مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب! تم اس شہر میں تشریف فرما ہو اور تمہارے باپ ابراہیم کی قسم اور اس کی اولاد کی کہ تم ہو۔

پادری صاحب کو غور کرنا چاہیئے کہ جس سرکار کی خاکِ پاء (شہر) کی باری تعالیٰ قسم کھائے اس سے وہ عیسیٰ علیہ السلام کو کس طرح افضل ثابت کر سکتے ہیں۔ جن کی جان کی بھی باری تعالیٰ نے کسی آسمانی کتاب میں قسم نہیں کھائی۔

(۲) وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ (العصر ۲،۱)

اس زمانۂ محبوب کی قسم، بے شک انسان ضرور نقصان میں ہے۔

(۳) وَالضُّحٰى ۝ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۝ (الضحیٰ: ۱،۲)
چاشت کی قسم اور رات کی، جب وہ پردہ ڈالے۔

(۴) لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِىْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ (الحجر: ۷۲)
اے محبوب! تمہاری جان کی قسم بے شک وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں۔

(۵) وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝
مجھے رسول کے اس کہنے کی قسم کہ اے رب! بے شک یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

جس کی یوں قسمیں کھائی جا رہی ہیں، کیا اُس تاجدار سے بڑھ کر کوئی باری تعالیٰ کا پیارا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں!

۴۔ رابعاً۔
مزید جلوے دیکھئے! باری تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو یوں مخاطب کیا۔

(۱) يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِىْ وَاُمِّىَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ (المائدہ: ۱۱۶)
اور جب اللہ فرمائے گا کہ اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو دو خدا بنا لو اللہ کے سوا۔

(۲) وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (آلِ عمران: ۵۵)
اور یاد کرو کہ جب اللہ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ! میں تجھے وفات دوں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور کافروں سے تجھے پاک کروں گا۔

یعنی دونوں دفعہ عیسیٰ علیہ السلام کو باری تعالیٰ نے اُن کا نام لے کر مخاطب کیا۔ یوں ہی دوسرے انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو۔ مثلاً

(۳) يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ (البقرہ: ۳۵)
اے آدم! تو اور تیری بیوی اس جنت میں رہو۔

(۴) يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا (ھود: ۴۸)
اے نوح! کشتی سے اُتر ہماری طرف سے سلام کے ساتھ۔

(۵) يٰٓاِبْرٰهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا (والصّٰفّٰت)
اے ابراہیم! بے شک تو نے خواب سچا کر دکھایا۔

(۶) يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ (مریم: ۱۲)
اے یحییٰ! کتاب کو مضبوطی سے تھام۔

(۷) وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى (طٰہٰ: ۱۷)
اور یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے، اے موسیٰ!

لیکن جب نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مخاطب کرنے کی باری آئی تو باری تعالیٰ نے انداز ہی بدل دیا۔ مخاطبہ کا زاویہ ہی تبدیل کر دیا۔ مثلاً

(۸) يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ (المائدہ: ۶۷)
اے رسول! پہنچا دو جو کچھ اتارا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے۔

(۹) يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ (التوبہ: ۷۳)
اے نبی! جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر اور اُن پر سختی کرو

(۱۰) يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ (المزمل: ۱،۲)
اے کملی اوڑھنے والے محبوب! رات کو قیام کرو سوائے تھوڑی رات کے

(۱۱) يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ (المدثر: ۱،۲)
اے چادر اوڑھنے والے محبوب! کھڑے ہو جاؤ اور لوگوں کو ڈر سناؤ۔

(۱۲) يٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ (یٰسٓ: ۱تا۳)
یٰسٓ۔ قسم ہے حکمت والے قرآن کی۔ تم ضرور رسولوں میں سے ہو

پورا قرآن کریم پڑھ جائیے، لیکن ایک جگہ بھی ایسی نہیں ملے گی جہاں باری تعالیٰ نے سرورِ کون و مکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو نام لے کر مخاطب کیا ہو۔ حالانکہ باقی جملہ انبیاءِ کرام کو نام لے کر خطاب کیا گیا ہے۔ جس کا خود باری تعالیٰ اتنا لحاظ فرماتے۔ اُس تاجدار سے افضل کون ہو سکتا ہے؟

۵۔ خامساً۔ حواریوں کا عیسیٰ علیہ السلام سے ایک مخاطبہ قرآنِ کریم نے یوں نقل فرمایا ہے:۔

وَ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ط (المائدہ: ۱۱۲)	اور جب کہا حواریوں نے، اے عیسیٰ ابنِ مریم! کیا آپ کا رب ہم پر آسمان سے کھانے نازل کر سکتا ہے؟

یعنی انہوں نے اپنے نبی کو نام لیکر مخاطب کیا۔ یہ اُسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ باری تعالیٰ کی طرف سے اس بات کی ممانعت نہ ہو گی۔ اُسی طرح دوسری اُمتوں نے بھی اپنے نبیوں کو نام لے کر مخاطب کیا۔ مثلاً

(۲) وَ اِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ (البقرہ: ۶۱)	جب تم نے کہا کہ اے موسیٰ! ہم ایک کھانے پر صبر نہیں کر سکتے۔
(۳) وَ اِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً (البقرہ: ۵۵)	اور جب تم نے کہا کہ اے موسیٰ ہم آپ کا ہرگز یقین نہیں کریں گے، جب تک خدا کو علانیہ نہ دیکھ لیں۔

اس کے برعکس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو نام لے کر مخاطب کرنے اور آپ کے لئے عام اور ہلکے الفاظ استعمال کرنے سے باری تعالیٰ نے روک دیا۔

(۴) لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ	رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ

بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ط (النور: ۶۳)	نہ ٹھہرا لو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

(۵) موجودہ انجیل کے اندر ہے: "اُس (عیسیٰ علیہ السلام) نے اُن (حواریوں) سے پوچھا، لیکن تم مجھے کیا کہتے ہو؟ پطرس نے جواب میں کہا "تو مسیح ہے" (انجیل مرقس ۸:۲۹)

صاف ظاہر ہوا کہ جس کا باری تعالیٰ سب سے زیادہ ادب کر رہا ہے، وہی ساری کائنات سے افضل ہے۔ والحمد للہ علی ذلک

اعتراض نمبر ۹

اللہ تعالیٰ تمام نبیوں کو استغفار کا حکم دیتا ہے، سوائے مسیح علیہ السلام کے؟

جواب:۔ تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام معصوم ہیں۔ باری تعالیٰ نے انہیں گناہوں سے پاک رکھا، کیونکہ اُنہیں گناہ گاروں کی ہدایت کے لئے بھیجا جاتا تھا۔ جو خود گناہ گار ہو، وہ دوسروں کی کبھی بھی پوری طرح اصلاح نہیں کر سکتا۔ جب انبیاءِ کرام نے کوئی گناہ ہی نہیں کیا، تو پھر اُن کا استغفار کرنا کیسا؟

۲۔ ثانیاً۔ اللہ تبارک وتعالیٰ انبیاءِ کرام کو جس استغفار کا حکم دیتا ہے اُس سے مُراد اُمت کے گناہ گاروں کی سفارش ہے، اور اس سفارش کے لئے جتنی جس نبی کو زیادہ اجازت ملے، اُتنا ہی انعامِ خداوندی ہے۔ جس نبی کو استغفار کرنے کی اجازت نہ ملی تو یہ اُس نبی کی اُمت کے شدید بدبخت ہونے کی دلیل ہے۔ پادری صاحب اگر عیسیٰ علیہ السلام کو استغفار کی اجازت نہیں ملی تو ہم کیا کریں؟ تختۂ دار پر بھی تو آپ حضرات نے ہی عیسیٰ علیہ السلام کو چڑھایا تھا۔ پھر رونا کیسا؟

۳۔ ثالثاً۔ عیسیٰ علیہ السلام کو واقعی اپنی اُمت کے لئے استغفار کرنے کی

اجازت نہ ملی۔ کیونکہ بنی اسرائیل نے جو کچھ عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا، اور انجیلِ مقدس کی گت بنائی وہ ساری دُنیا پر روشن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو سفارش کرنے کی بجائے بنی اسرائیل کے کفّار پر لعنت کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ قرآنِ کریم میں ہے:

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ط — لعنت کئے گئے ہیں وہ جنھوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں سے داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے۔

(المائدہ: ۷۸)

اس کے باوجود پادری صاحب اپنی بدبختی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی افضلیت کا ثبوت ٹھہراتے ہیں۔

۴۔ رابعاً۔

عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں سے بارہ۱۲ آدمیوں کو اپنا ساتھی بنا لیا۔ جنھیں قرآنی اصطلاح میں "حواری" کہتے ہیں۔ پطرس اور یہودا اسکریوتی بھی انہی بارہ۱۲ میں سے تھے۔ اب موجودہ انجیل کی سُنیئے!:-

۱۔ "پطرس نے جواب میں اُن سے کہا، گو سب تیری بابت ٹھوکر کھائیں، لیکن میں کبھی ٹھوکر نہ کھاؤں گا ۰ یسوع نے اُس سے کہا میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ اسی وقت مرغ کے بانگ دینے سے پہلے تو تین۳ بار میرا انکار کرے گا"

(انجیل متی ۲۶: ۳۳، ۳۴۔ انجیل مرقس ۳۰۸۔ ایل لوقا ۲۲: ۳۴)

۲۔ مگر اُس (عیسیٰ علیہ السلام) نے مڑ کر اپنے شاگردوں پر نگاہ کر کے پطرس کو ملامت کی اور کہا، اے شیطان! میرے سامنے سے دُور ہو، کیونکہ تو خُدا کی باتوں کا نہیں بلکہ آدمیوں کی باتوں کا خیال رکھتا ہے۔ (انجیل مرقس ۹: ۳۳)

۳۔ اُس وقت ان بارہ میں سے ایک نے، جس کا نام یہوداہ اسکریوتی تھا، سردار کاہنوں کے پاس جا کر کہا کہ ۰ اگر میں اُسے (عیسیٰ علیہ السلام کو) تمہارے حوالے کر دوں تو مجھے کیا دو گے؟ انہوں نے اُسے تیس۳۰ روپے تول کر دے دیئے ۰

اور اس وقت سے اُسے پکڑوانے کا موقع ڈھونڈنے لگا ۰

(انجیل متی ۲۶: ۱۴ تا ۱۶، انجیل مرقس ۱۴: ۱۰، ۱۱)

۴۔ پھر وہ گیارہ۱۱ کو بھی جب وہ کھانا کھانے بیٹھے تھے دکھائی دیا، اور اُس (عیسیٰ علیہ السلام) نے اُن (حواریوں) کی بے اعتقادی اور سخت دلی پر اُن کو ملامت کی، کیونکہ جنھوں نے اُس کے جی اُٹھنے کے بعد اُسے دیکھا تھا۔ اُنہوں نے اُس کا یقین نہ کیا تھا۔ (مرقس انجیل ۱۶: ۱۴)

قارئین کرام! غور تو فرمائیں کہ بنی اسرائیل نے اُن کی ہدایت کو قبول نہ کیا، بلکہ سُولی پر چڑھانے لگے، بلکہ بقول موجودہ انجیل سُولی پر چڑھا دیا۔ رہے بارہ۱۲ شاگرد، یہوداہ اسکریوتی خود آپ کو گرفتار کرانے والا، اور راشی ہوا۔ باقی گیارہ۱۱ کو بقول انجیل، عیسیٰ علیہ السلام نے شیطان، دُنیادار، خدا کا نافرمان، بے اعتقاد، سخت دِل، قابلِ ملامت اور منکر کہا۔ تو بتایئے عیسیٰ علیہ السلام استغفار کس کے لئے کرتے؟ اُن کی اُمت میں رہ کون گیا تھا؟

ے اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو خود ہی اپنے جال میں صیاد آ گیا

اعتراض نمبر۱۰ :-

قرآن کریم میں مسیح علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ علمِ غیب جانتے تھے۔ لیکن رسولِ کریم کے متعلق علمِ غیب سے لاعلمی ہی قرآنِ کریم میں ذکر ہے نیز لکھا ہے کہ سوائے خدا کے کوئی بھی غیب کے متعلق خبر نہیں رکھتا۔

جواب :-

دراصل پادری صاحب کا دین و مذہب ہی جھوٹ بولنا ہے۔ آیئے اس دعوے کو ہم بہ دلائل ثابت کریں۔ قرآنِ کریم میں ہے:-

(۱) اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۰ — بے شک اللہ اکیلا معبود ہے

(النساء: ۷۱)

(۲) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۰ — فرما دو کہ وہ اللہ ایک ہے

(اخلاص: ۱)

(۳) موجودہ انجیل میں بھی ہے: "یسوع نے جواب دیا کہ اوّل یہ ہے اے اسرائیل سن! خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔" (انجیل مرقس ۱۲: ۳۰)

(۴) یہ وحدانیت کا تصوّر ذہن میں رکھیئے اور کلامِ الٰہی کے جلوے دیکھیئے:-

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (النحل: ۷۷)	اور اللہ ہی کے لئے ہیں آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی چیزیں۔
(۵) لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ (النمل: ۶۵)	غیب نہیں جانتے خواہ کوئی آسمانوں میں ہوں یا زمین میں، مگر صرف اللہ

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ اِن آیات میں اللہ وحدہٗ لاشریک نے اپنے سوا دوسروں کے غیب جاننے کی مطلقاً نفی فرمائی ہے۔ پھر پادری صاحب نے نفی کے زمرے سے عیسٰی علیہ السلام کو کس طرح باہر نکالا؟

۲- ثانیاً:-

پادری صاحب کو اسلام پر اعتراض کرنے کا شوق ہے، جو انہیں آسان کام نظر آیا۔ حالانکہ علم کی انہیں ہوا تک بھی نہیں لگی۔ آیئے! ہم علمِ غیب کی اُن جملہ آیتوں میں جو نفی اور اثبات کرتی ہیں مطابقت دکھائیں۔

علمِ غیب کی اقسام:-

معلوم ہونا چاہیئے کہ علمِ غیب کی دو۲ قسمیں ہیں

۱- **علمِ غیب ذاتی**:- وہ جو اپنی ذات سے حاصل ہو کسی کا عطا کیا ہوا نہ ہو۔ یہ علم صرف پروردگارِ عالم کی ذات کے ساتھ خاص ہے۔ اس طرح کا علمِ غیب مخلوق میں سے کسی کے لئے ثابت کرنا، خواہ ایک چیز کا ہی علم کوئی ثابت کرے تو وہ کافر، مشرک اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

۲- **علمِ غیب عطائی**:- وہ علم ہے جو اپنے آپ حاصل نہ ہو، بلکہ باری تعالیٰ کا عطا فرمایا ہوا ہو۔

علمِ غیب عطائی کی اقسام:-

اس کی بھی دو قسمیں ہیں:-

(i) **کُل علمِ غیب عطائی**:- یعنی کسی کے لئے جمیع معلوماتِ الٰہیہ کا علم بالعطا ماننا۔ ایسا عقیدہ رکھنا بھی غلط اور خلافِ اسلام ہے۔

(ii) **بعض علمِ غیب عطائی**: یعنی کچھ معلوماتِ الٰہیہ کا علم، پروردگارِ عالم کی عطا سے ماننا۔ یہ انبیاءِ کرام کے لئے علیٰ قدرِ مراتب قرآنِ کریم سے ثابت ہے۔ اس میں صرف عیسٰی علیہ السلام ہی کی کیا تخصیص ہے:-

(۱) مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (آلِ عمران: ۱۷۹)	اللہ کی یہ شان نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب پر مطلع کر دے بلکہ اللہ چُن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے۔
(۲) عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (الجن: ۲۶، ۲۷)	غیب کا جاننے والا، تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

ہمارے اس دعوے پر یہ دو۲ آیتیں شاہدِ عدل اور حکم فصل ہیں۔

۳- ثالثاً:-

پادری صاحب تو قرآنِ کریم میں یہ لکھا ہوا بتاتے ہیں۔

(ا) "خدا کے سِوا کوئی بھی غیب کی خبر نہیں رکھتا"

اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں:-

(ب) "مسیح علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ وہ غیب جانتے تھے۔"

اُن کی یہ دونوں باتیں متضاد ہیں اور دونوں بیک وقت صحیح نہیں ہو سکتیں۔ اب پادری صاحب اتنا بتا دیں کہ وہ اپنے کون سے دعوے میں سچے ہیں اور کون سے میں جھوٹے؟ یا قرآنِ کریم میں یہ لکھا ہوا دکھا دیں کہ اللہ اور عیسٰی کے سوا

کوئی بھی غیب کے متعلق خبر نہیں رکھتا۔

هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ (البقرہ: ۱۱۱)
لاؤ اپنی دلیل اگر تم سچے ہو۔

۴۔ رابعاً:۔ عیسیٰ علیہ السلام کا علم بیان کرنے والی ایک آیت تو پادری صاحب کو نظر آگئی، لیکن نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علومِ غیبیہ کو بیان کرنے والی سینکڑوں آیات انہیں کیوں نظر نہ آئیں؟ تعصب کی پٹی کو آنکھوں سے ہٹا دینا چاہیئے۔

۵۔ خامساً:۔ جن آیات میں مخلوق سے علمِ غیب کی نفی کی گئی ہے، وہاں ذاتی علم اور جمیع معلوماتِ الٰہیہ کے جاننے کی نفی ہے۔ ایسا علم نہ عیسیٰ علیہ السلام کو حاصل ہے، نہ نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی اور کو ــــ ہاں! باری تعالیٰ کی عطا سے جو عیسیٰ علیہ السلام کو علمِ غیب حاصل ہے اس سے ہمیں قطعاً انکار نہیں، لیکن نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسا علمِ غیب اُن سے سینکڑوں گنا زیادہ حاصل ہے، جس پر قرآنِ کریم شاہد ہے۔

۶۔ سادساً۔ عیسیٰ علیہ السلام قوم بنی اسرائیل کو، جن کی طرف وہ نبی بنا کر بھیجے گئے تھے۔ مخاطب کرکے فرماتے ہیں:۔

وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ
اور میں تمہیں بتا دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کرکے رکھتے ہو۔
(آلِ عمران: ۴۹)

یہ عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ نظر کا قرآنِ کریم نے ذکر کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی بنی اسرائیل کی تعداد اور ملکِ شام کا رقبہ بھی قارئین کے پیشِ نظر رہے۔

۷۔ سابعاً:۔ قرآنِ کریم میں ہے:۔

وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔
(الانعام: ۷۵)

پادری صاحب! عیسیٰ علیہ السلام کی نظر پورے بنی اسرائیل کو دیکھ لیتی تھی، اور ابراہیم علیہ السلام آسمانوں اور زمین کی ساری کائنات کو ــــ بتائیے کون افضل ہے؟ ذرا جلدی بتائیے!

قرآنِ کریم میں ہے:۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۝ (الفرقان: ۱)
بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اُتارا قرآن اپنے بندے پر تاکہ تمام جہانوں کے لئے ڈر سنانے والا ہو۔

یعنی حضور ساری کائنات کے نبی ہیں، اور اس "عالمین" کے زمرے میں انبیاءِ کرام بھی آگئے۔ جب ابراہیم علیہ السلام کے علوم اس درجہ ہیں، تو نبی الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟

ارشاداتِ باری تعالیٰ ملاحظہ ہوں:۔

۱۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۝
اے دنیا والو! ہم نے تمہاری طرف ایسا رسول بھیجا ہے جو تم پر حاضر و ناظر ہے، جیسے فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔
(المزمل: ۱۵)

۲۔ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۝
اس وقت کیا ہوگا جب ہم ہر اُمت سے ایک گواہ لائیں گے، اور اے محبوب! تمہیں اُن سب پر گواہ بنا کر لایا جائے گا۔

شاہد کو گواہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ موقع پر حاضر ہوتا ہے۔

معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی نظر بنی اسرائیل پر تھی لیکن حضور علیہ السلام کی نگاہیں ساری کائنات، تمام اُمتوں اور اُن کے افعال پر ہیں۔

۳- یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ۝ (الاحزاب: ۴۵، ۴۶)

اے نبی! بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا سورج۔

بحیثیتِ رسول یہاں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پانچ صفات بیان کی گئی ہیں۔ جن میں پہلی صفت شاہد یعنی گواہ ہے۔

۸- ثامنًا۔

باری تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ ۝ (الرحمٰن: ۱ تا ۴)

رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ انسان کامل کو پیدا کیا اور اسے بیان سکھایا۔

آیئے دیکھیں قرآن میں کیا لکھا ہے:۔

مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ (الانعام: ۳۸)

ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز اٹھا نہیں رکھی۔

وَ كُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ فِیْۤ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ ۝ (یٰس: ۱۲)

اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک روشن کتاب میں

وَ كُلُّ صَغِیْرٍ وَّ كَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ ۝ (القمر: ۵۳)

اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔

وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا یَابِسٍ اِلَّا

اور نہیں ہے کوئی تر چیز اور نہ خشک چیز

فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝ (الانعام: ۵۹)

مگر وہ ایک روشن کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔

مَا كَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰى وَ لٰكِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَ تَفْصِیْلَ كُلِّ شَیْءٍ ۝ (یوسف: ۱۱۱)

یہ (قرآن) کوئی گھڑی ہوئی بات نہیں بلکہ یہ اپنے سے پہلے کلاموں کی تصدیق کرتا ہے اور ہر چیز کی تفصیل ہے۔

ثابت ہوا کہ قرآن میں ہر چھوٹی بڑی اور خشک و تر چیز کا ذکر اور اُس کا تفصیلی بیان ہے۔ پس ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دنیا کی ہر چیز کا تفصیلی علم ہے۔

۹- تاسعًا۔

وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ ۝ (التکویر: ۲۴)

اور یہ (نبی کریم) غیب بتانے میں بخیل نہیں

بخیل وہ ہوتا ہے، جس کے پاس مال ہو اور اُس میں سے خرچ نہ کرے۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس غیب کے خزانے ہیں۔ اور آپ بخل نہیں کرتے بلکہ ان باتیں دوسروں کو بتا بھی دیتے ہیں۔ اگر آپ کے پاس غیب کا علم نہ ہوتا تو پھر بخل کرنے کا کیا مطلب؟

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ (آل عمران)

اے محبوب! یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہیں بطور وحی (خفیہ طور پر) بتا رہے ہیں۔

معلوم ہوا کہ آپ کو بذریعہ وحی بھی غیبی علوم سے آگاہ فرمایا جاتا تھا۔

اَلَمْ تَرَ كَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ ۝ (الفیل: ۱)

اے محبوب! کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کچھ کیا؟

اَلَمْ تَرَ كَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝

اے محبوب! کیا تم نے نہ دیکھا کہ تمہارے رب نے عاد قوم کے ساتھ کیا کیا؟

جس سرکار کی نگاہیں قومِ عاد اور ثمود کے حالات دیکھتی تھیں۔ ابرہہ ہاتھیوں والے

کا حشر دیکھا، تمام اُمتوں کے تفصیلی حالات دیکھے، اُس سرکار کے علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کا کون مقابلہ کر سکتا ہے؟

(۵) وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ط وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ○ (النساء: ۱۱۳)

اور اے محبوب! ہم نے تمہیں سکھا دیا جو تم نہیں جانتے اور تم پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔

جائے غور ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فخر دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پر جو فضل و کرم ہے وہ عظیم ہے اور یہ ساری دُنیا باوجود اتنی وسعت کے اپنی تمام متاع سمیت قلیل ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ

تم فرما دو کہ دُنیا کا فائدہ تھوڑا ہے۔

(النساء: ۷۷)

اِس قلیل دُنیا کے افراد، فضلِ عظیم کا اندازہ کس طرح کر سکتے ہیں؟

۱۰- عاشرًا

:- مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہزاروں میں سے چند احادیث بھی سرِدست بطور نمونہ پیش کر دوں:-

(۱) ان الله قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیها و الی ماهو کائن فیها الی یوم القیٰمة کانما انظر الی کفی هذه

(طبرانی۔ مواہب لدنیہ۔ بیہقی، دارمی)

بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا کے پردے اٹھا دیئے، پس میں دنیا کو، اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے۔ اسے اس طرح دیکھ رہا ہوں، جیسے اپنی اس ہتھیلی کو

(۲) ان الله زوی لی الارض فرأیت مشارقها ومغاربها

(مشکوٰۃ شریف)

اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین سمیٹ دی ہے۔ پس میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا ہے۔

(۳) فتجلّٰی لی کلّ شیئٍ وعرفت

(ترمذی شریف)

پس مجھ پر ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے سب کو جان لیا۔

(۴) رأیت ربی عزوجل فی احسن صورة فوضع کفه بین کتفی فوجدت بردها بین ثدیی فعلمت ما فی السمٰوت والارض

(ترمذی شریف)

شبِ معراج میں نے اپنے ربِ عزوجل کو احسن صورت میں دیکھا۔ باری تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے سینے میں محسوس کی، پس میں نے آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کو جان لیا۔

(۵) ما ترك رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلّم من قائد فتنة الی ان تنقضی الدنیا یبلغ من ثلث مائة فصاعدًا قد سماه لنا باسمه واسم ابیه واسم قبیلته

(ابو داؤد شریف)

دُنیا کے ختم ہونے تک کوئی سرگروہ فتنہ پردازان ایسا نہیں ہوگا جس کا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں نام نہ بتا دیا ہو، مع اس کے باپ اور قبیلہ کے نام کے۔ اُن فتنہ سامانوں کی تعداد تین سو سے کچھ زائد بنتی ہے۔

اعتراض نمبر ۱۱

:- قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ کی اُمت کے متعلق دیگر اقوام پر قیامت تک رہنے کا وعدہ ہے مسلمانوں پر بھی ان کا غلبہ ثابت ہے۔

جواب

:- پہلے تو پادری صاحب موجودہ عیسائیوں کو اُمتِ عیسیٰ ثابت کر کے دکھائیں۔ جن لوگوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی پیروی کرنے کی بجائے انہیں سولی پر چڑھایا۔ انجیل کو بدل دیا۔ عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی جن پر لعنت ہوئی وہ اُن کے اُمتی کیسے بن گئے؟

۲- **ثانیًا**:۔ موجودہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہتے ہیں۔ خدا کی اُمت نہیں ہوتی لہٰذا عیسائی کسی کے بھی اُمتی نہیں۔

۳- **ثالثًا**:۔ دُنیا کا نظام ہے:۔

تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ط (آلِ عمران: ۱۴۰) یہ دن ہیں جن میں ہم نے لوگوں کے لئے باریاں رکھی ہیں۔

اور اس قانون کے مطابق نظام چلتا ہے۔ آج نصاریٰ کو اپنا غلبہ حقانیت کی دلیل نظر آنے لگا ہے، لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے عہدِ خلافت سے صلیبی جنگوں کے آخر تک، جب کہ عیسائیت پر نزع کا عالم طاری تھا، عیسائی حضرات مسلمانوں کے غلبہ کو اُن کی حقانیت کی دلیل ماننے سے انکار کر دیا کرتے تھے۔

(۴) **رابعًا**:۔ غلبہ سے مُراد یہاں بہ لحاظ دلائل غلبہ ہے۔ یعنی باطل کبھی بھی دلائل کے میدان میں حق کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئی کے مطابق (جیسا کہ قرآنِ کریم، اور موجودہ انجیل میں ہے) کہ میرے بعد ایک عظیم الشان رسول آ رہے ہیں۔ اُن پر ایمان لانا، مسلمانوں نے اُن کا حکم مانا، اور نبیِ آخر الزمان صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پر ایمان لے آئے۔ عیسائیوں نے آپ کی بات نہ مانی اور نبیِ آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پر ایمان نہ لائے۔ اس سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیروی کرنے والے مسلمان ہیں، نہ کہ عیسائی۔ قرآنِ کریم میں بھی:۔

اَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ — وہ جو تیری پیروی کریں گے۔

یہی وجہ ہے کہ یہود و نصاریٰ، اور جملہ مذاہبِ عالم والوں نے بارہا مسلمانوں سے دلائل کے میدان میں مقابلہ کر کے دیکھ لیا۔ مگر ہمیشہ منہ کی کھائی۔

۵- **خامسًا**:۔ موجودہ عیسائیوں کی بلحاظ دولت و حکومت برتری اس بات کی روشن اور واضح دلیل ہے کہ یہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے اُمتی اور پیروکار ہی نہیں بلکہ مخالف اور "ذِئَابٌ فِىْ ثِيَابٍ" ہیں۔ غلبہ کی کہانی انجیل کی زبانی سن لیجئے:

(۱) "لیکن میں (عیسیٰ علیہ السلام) تم سے کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا، بلکہ جو تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے، دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے ○ اور اگر کوئی تجھ پر نالش کر کے تیرا کُرتہ لینا چاہے تو تُو چوغہ بھی لے لینے دے۔" (انجیل متی ۵: ۳۹، ۴۰۔ انجیل لوقا ۶: ۳۰)

(۲) "اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے گزر جانا اس سے آسان ہے کہ دولت مند خدا کی بادشاہی میں داخل ہو۔" (انجیل مرقس ۱۰: ۲۵۔ انجیل متی ۱۹: ۲۴)

(۳) "اپنے واسطے زمین پر مال جمع نہ کرو، جہاں کیڑا اور زنگ، خراب کرتا ہے اور جہاں چور نقب لگاتے اور چُراتے ہیں ○ کیونکہ جہاں تیرا مال ہے وہیں تیرا دل بھی لگا رہے گا ○" (انجیل متی ۶: ۱۹، ۲۱)

پادری جی! عیسائیت کا غلبہ عیسیٰ علیہ السلام سے منہ موڑنے اور اُن کی تعلیمات کو پسِ پشت پھینکنے کے باوجود بھی حقانیت ہے؟ موجودہ عیسائیوں کا صاحبِ ثروت و حکومت ہونا ہی ثابت کرتا ہے کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کے مخالف ہیں۔

۶- **سادسًا**:۔ آیئے انجیل سے پیش گوئی سُنیئے:۔

"لیکن مددگار یعنی روح القدس جسے میرے نام سے بھیجے گا، وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا ○ اور اب میں نے تم سے اس کے ہونے سے پہلے کہہ دیا ہے جب وہ ہو جائے تو تم یقین کرو ○ اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا، کیونکہ دُنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں ○" (انجیل یوحنا ۱۵: ۲۵، ۲۹، ۳۰)

پادری جی! اِن صفات کا حامل عیسٰی علیہ السلام کے بعد سوائے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور کون ہوا ہے؟ آپ جبرئیل علیہ السلام یا جس کا بھی نام بتائیں اُس میں یہ صفات (جو عیسٰی علیہ السلام نے بتائیں) ہرگز نہیں ہوں گی۔

مزید سُنیے!

"اور جو کوئی ابنِ آدم (عیسٰی علیہ السلام) کے خلاف کوئی بات کہے اُس کو معاف کیا جائیگا، لیکن جو روح القدس کے حق میں کُفر بکے۔ اس کو معاف نہ کیا جائے گا۔"

(انجیل لوقا ۱۲:۹)

اب انجیل کی مذکورہ پیش گوئیوں کو قرآن کریم کی اس بشارت سے ملایئے جو حضرت عیسٰی علیہ السلام نے سنائی:

وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ

اور میں تمہیں ایک رسول کی خوشخبری سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے، اُن کا اسم گرامی احمد ہوگا۔

(الصف ۶۱:۶)

کیوں صاحب! انجیل اور قرآن کریم کے حوالوں سے ثابت ہوا یا نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برحق نبی، سارے رسولوں سے افضل، اور باری تعالیٰ کے سب سے لاڈلے رسول ہیں ——— کہو ہیں اور ضرور ہیں۔

وہ خدا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے، یہ وار، وار سے پار ہے

سابعًا: یہ تو انجیل سے ثابت کیا، اب قرآن سے بھی غلبہ اور حقانیت کی ایک حجت قائم کر دوں۔

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۞ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۞

(آلِ عمران ۸۱، ۸۲)

اے محبوب! یاد کرو جب اللہ نے تمام نبیوں سے عہد لیا تھا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں، پھر تمہارے

پاس وہ رسول تشریف لائے جو تمہاری شریعتوں کی تصدیق کرتا ہو تو تم ضرور ہی اُس پر ایمان لانا اور ضرور ہی اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیا تمہیں اس بات کا اقرار ہے اور یہ بھاری ذمہ داری منظور کرتے ہو؟ سب نے عرض کیا کہ ہم اقرار کرتے ہیں۔ فرمایا کہ ایک دوسرے پر گواہ بن جاؤ اور میں تم سب پر گواہ ہوں۔ اس کے بعد بھی جو روگردانی کرے گا۔ وہ نافرمان ہے۔

اللہ اللہ!! انبیاء کرام کے معصوم گروہ سے باری تعالیٰ نے اپنے محبوب کی رسالت پر ایمان لانے اور اُن کی مدد کرنے کا کتنی تاکیدوں کے ساتھ عہد لیا۔ اُس نبیوں کے نبی اور رسولوں کے رسول سے کون افضل ہو سکتا ہے؟

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ جواب سے فراغت پائی اور اپنے مہربان آقا، مدنی تاجدار، کونین کے مختار، حبیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک ترسٹھ ۶۳ سالہ زندگی کی یاد تازہ رکھنے کی غرض سے پادری صاحب کے گیارہ ۱۱ اعتراضات کے ایک سو تیرہ حوالہ جات کے ساتھ ترسٹھ ۶۳ جواب دیئے ہیں۔

پادری صاحب اگر اس موضوع پر کوئی گفتگو کرنا چاہیں تو انہیں کھلی اجازت ہے۔ جواب دے سکتے ہوں تو بڑی خوشی سے ہمت اور لیاقت کو کام میں لائیں۔ لیکن اس طرح کہ احقر کے پیش کردہ دلائل کا نمبروار رد کریں۔ یہ نہ ہو کہ سب سے منہ موڑ کر ایک آدھ بات کے پیچھے لگ جائیں۔ اس سے تو یہی سمجھا جائے گا کہ جن دلائل کو انہوں نے چھوا نہیں، اُن کا جواب اُن کے پاس کوئی نہیں۔ سلامت روی کے ساتھ بے تکلف وہ اپنی علمیت اور مناظرانہ مہارت کو بروئے کار لے آئیں۔ ادھر سے ان شاء اللہ تعالیٰ جواب باصواب ملے گا۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔

گدائے درِ اولیاء

عبدالحکیم خاں اختر مجددی مظہری شاہجہانپوری

لاہور

دعوت

وَ اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ

اور اللہ کو اچھا قرض دو

وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ

اور اپنے لئے جو بھلائی آگے بھیجو گے اُسے

عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا ؕ

اللہ کے پاس بہتر اور بڑے ثواب کی صورت میں پاؤ گے

(المزمل ۲۰)

درود شریف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ وَبَارِکۡ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

قَدۡ ضَاقَتۡ حِیۡلَتِیۡ اَدۡرِکۡنِیۡ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ۔

(ترجمہ) "یا اللہ! ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام اور برکتیں بھیج، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) دستگیری کیجئے میرا حیلہ اور کوشش تنگ آ چکے ہیں"۔

فضائل درود و سلام

درود و سلام کے فضائل اور ثمرات مختصراً درج ذیل کیے جاتے ہیں تاکہ برادرانِ دین ذوق و شوق سے بکثرت صلوٰۃ و سلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حضورِ قلب سے باادب عرض کرتے رہا کریں۔

① درود و سلام پڑھنے سے اللہ کریم کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے۔ (قرآن مجید)

② اس کے نامۂ اعمال میں اُحد پہاڑ جتنا ثواب لکھا جاتا ہے۔ (صلوٰۃ الثناء ص۱۸)

③ درود و سلام پُل صراط پر بہت زیادہ نُور ملنے کا ذریعہ ہے۔ (سعادۃ الدارین ص۶۸)

④ درود شریف پڑھنے والے کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ (〃 ص۵۷)

⑤ جو ایک بار درود شریف پڑھے اللہ کریم اس پر دس بار صلوٰۃ بھیجتا ہے۔ (مسلم شریف)

⑥ جو ایک بار سلام عرض کرے اللہ تعالیٰ اس پر دس سلام بھیجتا ہے۔ (صلوٰۃ الثناء ص۱۸)

⑦ درود و سلام پڑھنے سے بھُولی ہوئی چیز یاد آ جاتی ہے۔ (کنز العمال ص۳۵۳)

⑧ اللہ کریم درود شریف پڑھنے والے کی دس نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ (جلاء الافہام ص۲۹)

⑨ اس کے دس درجے بلند کر دیتا ہے۔ (ایضاً ص۲۹)

⑩ اور دس گناہ مٹا دیتا ہے۔ (ایضاً ص۲۹)

⑪ اور دس بار رحمت بھیجتا ہے۔ (ترمذی اول ص۱۵۷، جلاء الافہام ص۲۹)

⑫ جمعہ کے روز کثرت سے درود پڑھنے والا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر ہوگا (طبرانی ص۵۹)

⑬ دُعا سے پہلے، درمیان اور آخر میں درود و سلام پڑھنے کا حکم ہے اس سے دُعا جلد قبول ہوتی ہے۔ (کنز اول ص۳۵۳، سعادۃ الدارین ص۱۸۸)

⑭ تنگدست کے لیے درود و سلام صدقے کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔ (جواہر البحار ص۱۵۵)